

اصلاح عقائد، اصلاح اعتدال، اصلاح منامات، اصلاح نظام کی خاطر اہل سنت و جماعت کا ترجمان



ماہنامہ فکرمستقیم لاہور

شمارہ نمبر: 3,4 رمضان، شوال 1442ھ / مئی، جون 2021 جلد نمبر 08

گستاخانہ رسالت سے دوستی کیوں؟

لفظ خطا کا مفہوم اور استعمال (قسط دوم)

امام جلالی کے تجزیاتی کارنامے

محفوظیت سے قاطعاً الزام (قسط دوم)

تحریکے جموع سے سب سے آلات

وَحَدَّثَ أُمّتُ الْفَرَسِ كَاخْلَاصِهِ (حصہ دوم)

مدارس دینیہ کا وجود ضروری کیوں؟

جہالت یا دھوکہ

سوچو! تم کہاں جا رہے ہو

اہل علم اور افتراش نور

ذاکر محمد اشرف آصف جلالی

Dr. Muhammad Ashraf Asif Jalali

Managed by Tawheed TV

اصلاح عقائد اصلاح اعمال، اصلاح معاملات اور اصلاح نظام کی خاطر اہل سنت و جماعت کا ترجمان

بیاد و فیضان نظر

شیخ الحدیث امام العصر حضرت علامہ
پیر سید محمد الیاس شاہ نقشبندی قادری
جامعہ محمدیہ نور - منور مجلی شریف مندی بہار الدین

فکر مستقیم

جلد نمبر 08
شمارہ نمبر 3,4
رمضان شوال 1442ھ مطابق جون 2021ء

مفتی محمد عابد جلالی

چیرمین تحریک لبیک یا رسول اللہ
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
سربراہ تحریک لبیک یا رسول اللہ تحریک صراط مستقیم

منجنگ ڈائریکٹر

نائب مدیر

مدیر مسئول

مولانا محمد مصام مجدی
مولانا عبد الرشید اویسی
مولانا محمد ابوبکر عمار شاہ جلالی
مولانا محمد رضا المصطفی رازی

مجلس منظم
مولانا نور محمد ثانی جلالی
مولانا محمد ابراہیم جلالی
مولانا محمد محسن جلالی گیلانی
مراسلت و ترسیل کا پتہ
مرکز صراط مستقیم، جلالی سٹریٹ
فیرا III، تاج باغ لاہور
0301-4743845
0303-4454536
0321-1880888

مجلس مشاورت
خبر بختر خواہ
مولانا سید محمد ظفر علی شاہ
بلوچستان
مولانا مفتی محمد عبدالرازق حبیبی
سندھ
مولانا مفتی اللہ رحم نقشبندی
پنجاب
مولانا مفتی محمد ادریس جلالی

مجلس اوراق
مولانا ڈاکٹر محمد فیاض قادری
مولانا ڈاکٹر محمد زاہد محمود قادری
مولانا ڈاکٹر محمد اظہار اللہ جلالی
مولانا ڈاکٹر محمد عدیل مجید جلالی
مولانا محمد طیب جلالی صاحب
E-Mail:
fikremustaqeem@gmail.com
abdulkariem6@gmail.com

مقام اشاعت
ملنے کا پتہ
صراط مستقیم پبلیکیشنز 5-6 مرکز اویس دربار مارکیٹ لاہور۔ 04237115771

YOU TUBE Dr Muhammad Ashraf Asif Jalali
قیمت فی شمارہ: 40 روپے
سالانہ: 700 روپے بمع ڈاک خرچ

آئینہ فکر مستقیم

نمبر شمار	نشان منزل	شرکائے سفر	منزلیں	صفحہ نمبر
1	اداریہ	مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب	گستاخان رسالت سے دوستی کیوں؟	3
2	خوشبوئے قرآن	مولانا سید محمد ابوبکر عمار شاہ صاحب	اہل علم اور افزائش نور	8
3	خوشبوئے حدیث	مولانا مفتی محمد مصباح مجددی صاحب	مدارس دینیہ کا وجود ضروری کیوں؟	10
4	کاروان عشق	علامہ ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب	وحدت امت کا نفرنس کا خلاصہ (حصہ دوم)	12
5	کاروان تحقیق	علامہ مفتی انیس عالم سیوانی صاحب لکھنؤ	لفظ خطا کا مفہوم اور استعمال	24
6	کاروان اصلاح	مولانا مفتی محمد نذیر احمد سیالوی صاحب	محفوظیت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	29
7	کاروان محبت	مولانا مفتی محمد نذیر حسین رضوی صاحب	جہالت یا دھوکہ	31
8	کاروان اصلاح	مولانا محمد نثار مصباحی صاحب	سوچو! تم کہاں جا رہے ہو	33
9	کاروان محبت	مولانا مفتی محمد زاہد محمود نعمانی قادری	تحریک رجوع سے دس سوالات	35
10	کاروان شوق	مولانا مفتی محمد عمران رضا جلالی آف میلسی	امام جلالی کے تجدیدی کارنامے	41
11	کاروان تحقیق	مولانا محمد رضا المصطفیٰ قادری عطاری	امام جلالی راہ عزیمت و استقامت پہ قائم	44
12	کاروان حقیقت	مولانا محمد ابراہیم جلالی صاحب	ماہ شوال مکرم کے فضائل و مسائل	47



گستاخانِ رسالت سے

الدعا

دوستی کیوں؟

مذہبِ اعلیٰ کا قلم سے

and your clan and the wealth that you have acquired and the commerce in which you fear loss and the houses of your choice, are the things dearer to you than Allah and His Rasool (Messenger)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

زندگی بسر کرنے کے لیے اجتماعی اور انفرادی طور پر انسان کو اوروں کے ساتھ روابط اور تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ دین اسلام کے ماننے والوں کے لیے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے

دین اسلام کے ماننے والوں کے لیے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے ایک حد ہے۔ اسلام میں دوستی اور دشمنی کے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ ایک مسلمان کو زندگی بسر کرنے کے لیے معیشت، تجارت اور کاروبار کی مجبوریوں میں کچھ چھوٹ دی گئی ہے مگر بعض مقامات ایسے حساس بھی ہیں جہاں ایمان بچانے کے لیے ان ساری مجبوریوں کو برطرف کرنا پڑتا ہے۔

and Jihad (fighting for the cause Allah against evil). Then wait till Allah sends His Command." And Allah does not gide the disobedients.

تم فرماؤ! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان، اور تمہاری یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو! یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں تجارت اور کاروبار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ فرانس کی طرف سے بار بار توہینِ رسالت ﷺ کی

اور برقرار رکھنے کے لیے ایک حد ہے۔ اسلام میں دوستی اور دشمنی کے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ ایک مسلمان کو زندگی بسر کرنے کے لیے معیشت، تجارت اور کاروبار کی مجبوریوں میں کچھ چھوٹ دی گئی ہے مگر بعض مقامات ایسے حساس بھی ہیں جہاں ایمان بچانے کے لیے ان ساری مجبوریوں کو برطرف کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا

حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ (التوبة: ۲۴)

Please declare, "If your fathers, and your sons, and your brothers, and your wives,

remain there in eternity. Allah is well pleased with them and they are well pleased with Him. These are Allah's party. Surely, the party of Allah are the successful ones.

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر، کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی، اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی، اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت اور میل جول کی بھرپور مذمت کی گئی، اگرچہ وہ دشمنانِ خدا و رسول ﷺ کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ یاد رہے کہ فرانس کا صدر اور دیگر خا کے بنانے والے صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے دشمن ہی نہیں بلکہ حد درجہ گستاخ بھی ہیں۔ قرآنی نقطہ نظر سے فرانس کے ساتھ روابط اور دوستی کو ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک یہ دلیل دی جاتی ہے کہ وہ اگرچہ گستاخ ہیں مگر ہم ان کے محتاج ہیں۔ اگر ہم نے ان سے اقتصادی بائیکاٹ کیا اور ان کے سفیر کو نکال دیا تو تمام یورپی یونین ناراض ہو جائے گی اور ہم بھوکے مر جائیں گے۔ اس کا جواب پہلے ہی سے قرآن مجید میں موجود ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبة: ٨٢)

شرانگیزیوں کے باوجود تجارت اور معیشت کے مندے سے بچاؤ کی خاطر فرانس کے سفیر کو نہ نکالنا اور اس سے اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ نہ کرنا اس آیت کے سراسر خلاف ہے۔

فرانس نے سرکاری سطح پر توہین کی۔ یہ عام انفرادی توہین کے کسی واقعہ سے کہیں بڑا واقعہ ہے۔ اس کے رد عمل میں مسلم ممالک کو اس کے خلاف اعلانِ جہاد کرنا چاہیے تھا۔ ایک دو ممالک نے فرانس کے سفیر کو نکالا اور فرانس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔ باقی ممالک سے یہ بھی نہ ہوسکا۔ پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے اس سلسلہ میں ایک تقریر تو کی مگر عملی طور پر فرانس کے ملعون صدر سے گستاخی کا انتقام لینا تو درکنار، نہ سفیر کو ملک بدر کیا، نہ سرکاری سطح پر فرانس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَائَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلة: ٢٢)

You shall not find a people who believe in Allah and the Last Day loving those who act in opposition to Allah and His Rasool (Messenger). Even though they be their fathers, or their kinsfolk. These are they into whose hearts He has impressed faith, and whom He has strengthened with inspiration from Him. And He will Paradise beneath which streams flow, to

مرکب ممالک کے اس جرم کو نظر انداز کر کے تجارت اور مالی مفادات کی خاطر ان کا بائیکاٹ نہ کرنا ایسا اجتماعی جرم قرار پائے گا جس کا کبھی کوئی کفارہ نہیں دیا جاسکے گا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ مسلمانوں نے معاذ اللہ یورپ سے اپنے رسول ﷺ کی عزت و احترام کے بدلے میں چند تقویٰ کو ترجیح دے لی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑی اور کوئی ذلت نہیں ہوگی۔

اصل میں تو مسلم حکمرانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ فرانس سے توہین رسالت ﷺ کا بدلہ لیتے، اگرچہ اس سلسلہ میں کوئی بڑی جنگ ہی کیوں نہ لڑنی پڑتی۔ البتہ یہ ہے کہ مسلم حکمران فرانس سے اقتصادی اور سفارتی بائیکاٹ بھی نہیں کر سکے۔ خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی کڑے حالات میں جبکہ اسلامی فوج بہت سے محاذوں پر تقسیم تھی، ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے سلسلہ میں کوئی کمزوری نہیں آنے دی۔ جہاں مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کی، وہاں یمامہ میں مسیلہ کذاب کے خلاف ختم نبوت ﷺ کے تحفظ کی خاطر پہلی جنگ لڑی اور اہل و بٹا کے خلاف توہین رسالت ﷺ کا بدلہ لینے کے لیے جنگ لڑی۔ اہل و بٹا سے مالی

O believers! know that the idolators are nothing but unclan. So they shall not approach the Masjid-uul- Haram (sacred Mosque around Ka'aba in Makkah) after this year. And if you fear Poverty, then soon Allah shall enrich you with His Bounty, if He Pleases Surely, Allah is Knowing, wise.

اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں، اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے، تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے، اگر چاہے، بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یا در ہے جب مشرکین سے بائیکاٹ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی، اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت آج کے مسلمانوں کی مالی حالت سے کہیں زیادہ کمزور تھی اور اس وقت مشرکین مکہ کے ساتھ تجارت کے لیے آج کی فرانس اور یورپی یونین کے ساتھ

حالات حاضرہ میں توہین رسالت ﷺ کے جرم کے مرتکب ممالک کے اس جرم کو نظر انداز کر کے تجارت اور مالی مفادات کی خاطر ان کا بائیکاٹ نہ کرنا ایسا اجتماعی جرم قرار پائے گا جس کا کبھی کوئی کفارہ نہیں دیا جاسکے گا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ مسلمانوں نے معاذ اللہ یورپ سے اپنے رسول ﷺ کی عزت و احترام کے بدلے میں چند تقویٰ کو ترجیح دے لی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑی اور کوئی ذلت نہیں ہوگی۔

مفادات لینے کی بجائے ان سے توہین رسالت ﷺ کا بدلہ لیا۔ امام واقدی نے اس جنگ کی جو تفصیلات لکھیں، ملاحظہ ہوں:

و أن النبی ﷺ بعث علیہ حذیفہ بن الیمان مصدقا، و کتب معہ فرائض الصدقات، قال: فلما توفي النبی ﷺ منعوا الصدقة، و ارتدوا، فدعاهم حذیفہ إلى التوبة، فأبوا، و أسمعوه شتم النبی ﷺ، فقال لهم حذیفہ: أسمعوني

تجارت کی بنسبت زیادہ محتاجی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پھر بھی مشرکین کے ساتھ تجارت کی اجازت نہ دی اور واضح فرمایا کہ اگر تمہیں بھوک کا ڈر ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ وہ غنی کرنا خواہ بارشیں برسا کے ہو، زمین کے معدنیات کے لحاظ سے ہو، یا خوشحالی کے دیگر ذرائع سے ہو۔

حالات حاضرہ میں توہین رسالت ﷺ کے جرم کے

فی اُبی و اُمی، ولا تسمعونی فی النبی ﷺ، فأبوا الا ذلك، فكتب حذیفہ إلى اُبی بکر یخبرہ بذلك، فأغتاظ غیظاً شديداً و أرسل إليهم عكرمة بن اُبی جهل فی نحو ألفین من المسلمین، فقاتلوهم حتی هزمهم و دخلوا مدینة دبا فتحصنوا فیها، و حاصرهم المسلمون نحو شهر، فلما جهدهم الحصار، طلبوا الصلح، فشرط علیهم حذیفہ أن یخرجوا من المدینة عزلاً، من غیر سلاح، ففعلوا و دخل المسلمون حصنهم، فقتل عكرمة من أشرفهم مائة رجل، و سبي ذریعهم، و أقام عكرمة بدبا عاملاً علیها لأُبی بکر، و قدم حذیفہ علی اُبی بکر بالسبي، و كانوا سبع مائة نفر، منهم ثلثمائة مقاتل، و أربع مائة من الذریة و النساء

[نصب الرایة لأحادیث الهدایة، المجلد: 3، کتاب السیر، رقم الصفحة: 452، دار نشر الکتب الاسلامیة لاہور]

رسول اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دبا کے علاقے میں گورز اور زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر کیا اور ان کو فرض صدقات کے بارے میں ہدایات لکھ کر دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو اہل دبا نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور مرتد ہو گئے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں توبہ کی دعوت دی مگر انہوں نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رسول اکرم ﷺ کی شانِ اقدس کے بارے میں نازیبا لفظ بولنے لگے۔ تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا۔ میں اپنے ماں باپ کی شان کے خلاف کوئی نازیبا لفظ تو سن سکتا ہوں مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس کے خلاف کوئی نازیبا لفظ نہیں سن سکتا۔

جب اہل دبا اس بری حرکت سے باز نہ آئے تو حضرت

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر ساری صورتحال پر مطلع کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خط پڑھ کر بہت غصے میں آ گئے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل کی قیادت میں دو ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل دبا سے توہین رسالت ﷺ کا بدلہ لینے کے لیے بھیجا۔

چنانچہ اسلامی لشکر نے اہل دبا کے خلاف جنگ کی یہاں تک کہ انہیں شکست دے دی۔ شکست کھانے کے بعد اہل دبا، دبا شہر میں داخل ہوئے اور اپنے آپ کو قلعہ نما شہر میں بند کر لیا۔ اسلامی لشکر نے تقریباً ایک مہینے تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب وہ طویل محاصرے کی وجہ سے مجبور ہوئے تو انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف صلح کا پیغام بھیجا۔

چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر یہ شرط لگائی کہ وہ ہتھیار پھینک کر غیر مسلح ہو کر شہر سے باہر آئیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسلامی لشکر ان کے قلعے میں داخل ہو گیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل دبا کے سرداروں میں سے سو (100) سرداروں کو قتل کیا اور ان کے بچوں کو قیدی بنایا۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دبا میں بطور گورز قیام کیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیدیوں کو لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ قیدیوں کی کل تعداد سات سو (۷۰۰) تھی جن میں سے تین سو (۳۰۰) مرد اور چار سو (۴۰۰) بچے اور عورتیں تھیں۔

حضرت قاضی عبدالعالی بن خواجہ بخاری کہتے ہیں:

ولا یداهن السلطان أو نایبه فی حکم قتله و إن فات فی قتله و انعدامه المصالح الدنیویة کقتل القضاة و الولاة و العمال۔ [فتاویٰ حسب المفتین، المجلد: 2، رقم الورقة: 337، مخطوط] حاکم وقت یا اس کا نائب گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے کے حکم میں مدامنت نہ کرے، اگرچہ گستاخ کو قتل کرنے کے نتیجے میں دنیاوی

شہدائے ناموس رسالت ﷺ کو خراج تحسین

از قلم:

کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید شرفہ

یہ خون جو ٹپکا دھرنوں میں، لبیک کے ان پروانوں کا
یہ رخت سفر تھا ہلکا سا، فردوس کے بالا خانوں کا
یہ عشق کی منزل کے راہی، احرار تھے سنی ماؤں کے
محبوب مصلیٰ علیہ السلام کے قدموں میں پینچے، نذرانہ لے کر جانوں کا
جس وقت بلاوا آ جائے، ناموس نبی مصلیٰ علیہ السلام پہ پہرے کا
لبیک کے بیٹے حاضر ہیں، کچھ خوف نہیں زندانوں کا
یہ دیس بنایا تھا ہم نے سرکار مصلیٰ علیہ السلام کی عزت کی خاطر
یہ عشق نبی مصلیٰ علیہ السلام کی مسجد ہے، کیا کام یہاں بت خانوں کا
یہ مسلم دنیا کے حاکم کب فرض نبھانے نکلیں گے؟
خود اپنے ہاتھوں سے کاٹیں، سر یورپ کے شیطانوں کا
نہ جھکیں، نہ شرمائیں گے، بڑے شوق سے بڑھتے جائیں گے
گلے چوم کے پھندا ڈالیں گے، ہے فیصلہ ہم دیوانوں کا
ہم مست ہیں اپنے پنجرے میں، بے خبر ہیں گرمی سردی سے
کسی نرم و نازک بستر سے کیا کام ہے ہم مستانوں کا
اسلام کے غلبہ کی خاطر اک دور کی منزل جانا ہے
ہے عہد ہمارا یہ دل سے، رخ بدلیں گے طوفانوں کا

18 اپریل 2021ء کو روزے کی حالت میں ناموس رسالت پر پہرہ دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے۔

مفادات فوت ہوتے ہوں۔ مثلاً قاضیوں، گورنروں اور عمال کا قتل۔ مطلب یہ ہے کہ گستاخ رسول مصلیٰ علیہ السلام کی سزا قتل کو نافذ کرنے میں اگر اسلامی قاضیوں، گورنروں کو گستاخ کو سزائے موت دینے کی وجہ سے قتل کر دیے جانے کا قوی خطرہ ہو پھر بھی گستاخ کو زندہ نہ رہنے دیا جائے۔

برصغیر کے مشہور صوفی اور فقیہ حضرت شاہ عنایت قادری قدس سرہ العزیز نے بھی اپنی کتاب غایۃ الحواشی کے ورق نمبر 240 پر یہی فتویٰ رقم کیا ہے۔ جس قوم نے ہمیشہ ترجیحی بنیادوں پر توہین رسالت مصلیٰ علیہ السلام کا بدلہ لیا، آج اس کے حکمران مالی مفادات کی خاطر سرکاری سطح پر توہین کرنے والے ملک کا سفیر نکالنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ بلکہ سفیر نکالنے کے مطالبہ پر رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ہزاروں علماء و مشائخ، آئمہ و خطباء اور عوام اہل سنت کو جیلوں میں بند کیا اور احتجاجی مظاہرہوں پر بے دردی سے تشدد کیا، لاشی چارج، شیلنگ اور فائرنگ کے نتیجے میں بہت سے عاشقان رسول مصلیٰ علیہ السلام جام شہادت نوش کر گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

اب بھی وقت ہے کہ امت مسلمہ کے حکمران سرکاری سطح پر توہین رسالت مصلیٰ علیہ السلام کرنے والوں کے ساتھ اقتصادی اور سفارتی تعلقات پر ناموس مصطفیٰ مصلیٰ علیہ السلام کے تحفظ کو ترجیح دیں ورنہ دین، دنیا میں سے معاذ اللہ کچھ بھی نہیں بچے گا۔

والسلام مع الفاکرام

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

19 رمضان 1442ھ / 2 مئی 2021ء



اہل علم اور افزائش نور

خوشبوئے قرآن

مولانا سید محمد ابوبکر عمار شاہ صاحب فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام لاہور

رشتے داروں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا اپنے کسی دینی موقف کے ساتھ متصادم ہونے کا باعث نہیں بنتا۔ اس صورت میں ان قریبی رشتے داروں کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنا اور انسانی جذبات کا پاس کرنا، ان پر احسان اور نیکی کرنا، نہ صرف اپنے دینی موقف کے ساتھ متصادم نہیں ہے بلکہ مؤمن کی دینی تعلیمات کا حصہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک روا رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا**۔ (سورہ لقمان آیت نمبر ۱۵) البتہ دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا، دوسری وہ حالت جس میں ان قریبی رشتے داروں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا، ان کی رضا جوئی کرنا دینی موقف کے ساتھ متصادم قرار پاتا ہے، یہاں بندے کو دین یا رشتے داروں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوتا ہے۔ یہی معاملہ دنیاوی مال و متاع کے بارے میں بھی پیش آتا ہے کہ مال و متاع، گھر اور کاروبار کبھی دینی اصولوں کے متصادم ہوتے ہیں تو اس صورت میں مال یا دین میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ اس حالت میں اگر بندہ دینا کے مال و متاع کو اختیار کرتا ہے تو قرآن کریم اس کی مذمت کرتا ہے۔ اور اگر متصادم نہیں ہے یا دینی اصول کے معاون ہے تو مال کو قرآن نے خیر کا نام دیا ہے فرمایا: **إِنْ تَرَكَ خَيْرُكَ** **الْوَصِيَّةُ** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۰) اگر کچھ خیر یعنی مال چھوڑے جا رہا ہو تو مناسب طور پر وصیت کرے۔ اس آیت طیبہ میں آٹھ ایسی چیزوں کا ذکر ہے، جو محبت خدا، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہیں: والد کی محبت: ہر انسان اپنے والد کو سب سے محترم اور قابل تعظیم سمجھتا ہے اور انسان اپنے آبا و اجداد پر فخر کرتا

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا کلمہ اسلام کا مطلب ہی یہی ہے کہ ہماری زندگیوں اور جانوں کے ہم مالک نہیں یہ اللہ کی ملکیت ہیں جو اس کا حکم ہوگا ہر سانس اسی کے تابع ہوگی۔ ہر کلمہ گو دعویٰ یہ کرتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی مسلمان نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

اور وہی ہے جس نے آسمانوں زمینوں کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے تم میں سے کس کا کام اچھا ہے۔ ہر موقع پہ بلکہ قدم قدم پر ثابت قدمی کے ساتھ دینی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرنا لازم ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِمَّنْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَضُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ دُونَ ذَلِكَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک انسانی حالت وہ ہے جس میں

ہے۔ اولاد کی محبت: انسان کو اپنی اولاد میں اپنے وجود کا تسلسل نظر آتا ہے، لہذا اولاد کی محبت اپنی ذات کی محبت کا لازمہ ہے۔ بھائی: اگر چھوٹا ہے تو بیٹے کی جگہ، بڑا ہے تو باپ کی جگہ تصور کیا جاتا ہے۔ زوجہ: کی محبت بھی انسانی نوع کی بقا کا وسیلہ ہے اور سکون نفس کا سبب ہے۔ برادری سے محبت: خاندانی عصبيت، طاقت و قوت کے مظاہرہ اور تحفظ کی وجہ سے ہے۔ مال و دولت سے محبت: موروٹی دولت ہو یا اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت دونوں بڑی پیاری ہوتی ہیں۔ تجارت میں کساد بازاری کا خوف، ناجرانہ ذہنیت رکھنے والوں کے لیے نہایت ہی سخت آزمائش کا مرحلہ ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ اپنے دین کی خاطر تجارتی خسارہ برداشت کرتے ہیں۔ اپنے جائے سکونت گھر کے ساتھ محبت صرف انسان ہی کی نہیں بلکہ ہر ذی روح کی جبلت میں راسخ ہوتی ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کی محبت انسان کو اللہ کی محبت اور جہاد سے روک سکتی ہے۔ ان آٹھ چیزوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل تین چیزیں بیان کیں: أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ

مذکورہ چیزوں سے دل لگی اللہ رسول ﷺ اور جہاد کے مقابلے میں ہوتو ایمان کے منافی ہے۔ اس موقع پر اگر اللہ رسول اور جہاد کی بجائے ان چیزوں کو اختیار کرے تو قرآن کہتا ہے: فَتَوَيَّسُوا! ٹھہرو! یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ خدا و رسول پر مذکورہ چیزوں کو ترجیح دینے کی صورت میں ایسے لوگوں کی بری عاقبت اور انجام بد کی خبر ہے۔ ”امرہ“ دنیا میں کسی حادثے کی طرف اشارہ ہے اور آخرت میں عذاب کی تنبیہ ہے۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ: ایسے لوگوں سے اللہ ہاتھ اٹھا لے گا، ان کے لیے سامان ہدایت فراہم نہیں فرمائے گا۔ ان کو اپنی

عبودیت اور بندگی کے دائرے سے نکال باہر کر دے گا جو بہت بڑی سزا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب ایسی صورت حال درپیش ہو کہ دین یا دنیا میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کرنا پڑے تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ دین کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ کر دین کو اختیار کرے۔ اس معاملے میں فی زمانہ مسلمانوں کا حال انتہائی افسوس ناک ہے کہ وہ اپنے دین کا نقصان برداشت کرنے میں کوئی دقت اور پریشانی محسوس نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات اس سے انتہائی لاپرواہی برتتے ہیں جبکہ اپنی دنیا کا نقصان لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت کرنا انہیں گوارا نہیں، افسوس! مسلمانوں کو نماز روزے کا کہا جائے تو یہ اپنی دنیوی مصروفیات اور کام کی زیادتی کا بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر چند گھنٹوں کے لئے بھوک برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو کاروباری اور تجارتی معاملات شرعی طریقے کے مطابق سرانجام دینے کی ترغیب دی جائے تو وہ ضروریات زندگی کی زیادتی اور اپنے منافع میں کمی ہو جانے کا رونا رو کر اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ مسلمان عورتوں کو شرعی پردے کی تلقین کی جائے تو وہ اسے دنیاوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور عورتوں پر بلا وجہ کی پابندی قرار دے کر اور آزادی نسواں کے خلاف سمجھ کر اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ طلاق کے معاملات میں جب اسلامی قانون کی رو سے شوہر اور بیوی میں جدائی کا فیصلہ ہو جائے تو اسلامی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے یہ طرح طرح کے حیلے بہانے تراش کر ناجائز تعلقات کی زندگی گزارنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ سر دست یہ چند مثالیں عرض کی ہیں ورنہ زندگی کا شائد ہی کوئی گوشہ ایسا ہو جس میں دین پر دنیا کو ترجیح نہ دی جا رہی ہو۔ اہل علم نے ہمیشہ ہر دور میں اپنی دینی ذمہ داری کو پورا کیا اور ان شاء اللہ اس کو پورا کرتے رہیں گے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین



مدارس دینیہ کا وجود ضروری کیوں؟

خوشبوئے حدیث

مولانا مفتی محمد مصباح مجددی فاضل و مدرس جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

قرآن کریم کی باعتبار نزول سب سے پہلی آیت کریمہ یہی ہے اور سب سے پہلی نعمت بھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ اور اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو رحم الرحیمین نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں (بندوں) دی۔ تعلیم کی اہمیت و فرضیت کا اندازہ سورہ رحمن کی ابتدائی آیات سے آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

سورہ کا آغاز: "الرحمن" سے کیا گیا۔ معا بعد ہی اپنی بے شمار نعمتوں اور نوازشوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں سب سے پہلی نعمت 'علم القرآن' یعنی تعلیم قرآن کو کہا۔ پھر انسان کی تخلیق و پیدائش کے ذکر کے بعد تعلیم قرآن کا دور آتا ہے، تعلیم کے بغیر انسان کی تخلیق (پیدائش) بے معنی و بے مقصد ہے۔ رب العالمین نے غار حرا کے تیرہ و تار یک گوشوں میں سب سے پہلے علم کا درس دیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب علم کا درس حضرت جبرائیل امین سے حاصل کر لیا اور وحی الہی سے ربط ہو گیا، تو فرائض اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر و احیائے شریعت کی دعوت دینا شروع فرمایا۔ تعلیم کے بہت سے شعبے ہیں جس میں تعلیم قرآن و سنت کا شعبہ بہت اہم ہے کیونکہ یہ وحی الہی اور مصطفیٰ ﷺ کے فرمان سے مربوط ہے۔

یہی سبب ہے کہ مغربی دنیا سے لیکر دوسرے مذاہب کے لوگ اسی میں لگے ہیں کہ مسلمانوں کو کیسے قرآن سے دور کیا جائے چنانچہ بدنام زمانہ صہیونی صموئیل زویمیر (Samuel zweimer) نے 1924ء میں عیسائی مبلغین کی چوٹی کی کانفرنس میں اپنی رپورٹ پیش کر کے کہا تھا: "ہماری کامیابی کا راز اس بات میں پنہاں ہے کہ ہم مسلمانوں کو دین اسلام اور قرآن سے دور کر دیں، تاکہ اس اُمت کا اللہ سے رشتہ ختم ہو جائے، اس طرح وہ ذرائع و وسائل بھی ختم ہو جائیں گے جن پر قومیں اپنی زندگی میں بھروسہ کرتی ہیں۔"

ایک مشہور یہودی مبلغ گلاڈ سٹون (Glad Stone) نے پارلیمنٹ آف برطانیہ میں قرآن کو ہاتھوں میں لے کر لہراتے ہوئے کہا تھا "جب تک یہ کتاب اس روئے زمین پر باقی ہے ہم مسلمانوں کو سرنگوں نہیں کر

عن کثیر بن قیس قال: کُنْتُ جالِساً مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرُّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ يَلْغِيَنَّ أَنَّكَ تَحْذَرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَقَّةَ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يَزِدُوا دِينًا وَلَا دِرْهَمًا، وَزَرُّوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظْوَةِ الْإِفْرِ.

حکم الحدیث: صحیح [سنن أبی داود | کتاب: العلم | باب: البحث علی طلب العلم رقم الحدیث: 3641]

حضرت کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ میں جامع مسجد دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آگیا اس نے عرض کی اے ابو درداء میں رسول اللہ ﷺ کے شہر سے ایک حدیث کے سلسلہ میں آیا ہوں جس کے متعلق مجھے پتہ چلا کہ آپ وہ بیان کرتے ہیں، کسی اور مقصد کیلئے نہیں آیا تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء کرام درہم و دینار کا ورثہ نہیں چھوڑتے بلکہ وہ علم کا وارث بناتے ہیں جس نے اس ورثہ کو پایا اس نے بہت زیادہ حصہ حاصل کر لیا۔

مدارس دینیہ اور دینی تعلیم آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ مدرسہ کا نام سنتے ہی ذہن و دماغ میں ایک خوشبوئی محسوس ہوتی ہے اور دل بھی شادمانی محسوس کرتا ہے۔ دینی تعلیم ہی ایک ایسی تعلیم ہے جو انسان کو انسان بناتی ہے، ہر زمانے اور ہر معاشرے میں تعلیم (Education) کا حصول ایک جزو لا ینفک ہے۔ تعلیم کو ایک منفرد بنیادی مقام حاصل ہے۔ تعلیم کی اہمیت شاید مسلمانوں کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے؟ جس کی مذہبی کتاب کلام الہی قرآن کریم کی شروعات ہی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ (القرآن، سورہ علق 96، آیت 1)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

سکتے

ڈاکٹر واٹسن (Watson) یوں زہرافشانی کرتا ہے: "ہماری نگاہیں دینی مدارس میں قرآنی تعلیمات کے نتائج پر ٹکی ہوئی ہیں، چنانچہ ہمیں سب سے بڑا خطرہ مدارس اسلامیہ سے ہے جہاں علوم قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس لئے کہ قرآن اور اسلامی تاریخ یہ دو ایسے عظیم خطرے ہیں جن سے عیسائی لرزاں ہیں۔"

مدارس اسلامیہ میں قرآن و احادیث طیبہ کے ساتھ جو علوم پڑھائے جاتے ہیں، یہی علوم دینی و دنیاوی اعتبار سے صحیح مسلمان پیدا کرتے ہیں۔ دشمنان اسلام اس راز سے واقف ہیں، اسی وجہ سے آج چاروں طرف سے مدارس اسلامیہ پر یلغار ہے۔ دشمن اس راز کو جانتا ہے کہ جب تک یہ سیدھا سادہ، بوریا پر بیٹھ کر پڑھنے پڑھانے والا مولوی اس معاشرے میں موجود ہے، مسلمانوں کے دلوں سے ایمان نکال نہیں جاسکتا۔ لہذا دشمنان اسلام مدرسوں کے خلاف پوری تشہیری مہم چلائے ہوئے ہیں اور باقاعدہ اپنی پوری مشینری (Machinery) لگائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں خاص کر اہل علم و دانش و علمائے کرام کو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مدارس اسلامیہ کی اہمیت پر ڈاکٹر علامہ اقبال کا یہ تاثر مطالعہ فرمائیں۔ آپ نے لکھا ہے:

"ان مکتبوں اور مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدرسوں میں پڑھنے دو۔ اگر یہ ملاوٹیں نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔ اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح انڈس (اچین) میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی اگرہ کے تاج محل اور دہلی کے لال قلعہ وغیرہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔"

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین کی باتوں سے واقفیت اور احکام شریعت پر عمل کے لیے مطلوبہ ضروری معلومات کا نام ہی دینی تعلیم ہے۔ اس کے لیے تو خود ذاتی مطالعہ اور مساجد کے دروس اور وعظ ہی کافی ہیں۔ لیکن دینی تعلیم حقیقت میں اس مہارت کا نام ہے جس کے لیے باقاعدہ مدارس کا قیام عمل

میں آتا ہے۔ دراصل دینی مدارس اس سے بھی بڑھ کر ایک عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے قائم کیے جاتے ہیں، جہاں شریعت پر گہری نگاہ اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے واقفیت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر اُمت مسلمہ ہی کی نہیں، بلکہ پوری انسانیت کی زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی کرنے والے علماء پیدا کئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ قرونِ اولیٰ سے جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

جب جب بھی اسلام کے نام سے اس کی غلط ترجمانی کرنے والے میدان میں آتے ہیں جیسا کہ حکومت کی ہاں میں ہاں ملا کر شرعی فیصلوں کو تبدیل کرنا وغیرہ تو مدارس کے یہی علماء اس کا بھی مقابلہ کرتے ہوئے قبلہ نما بن کر سامنے آتے ہیں اور اسلام کی صحیح منشاء و روح کی ترجمانی کرتے ہیں، جیسا کہ قبلہ کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زیدہ شرف چودہ صدیوں کی اُمت کے نظریات پہ پہرہ دیتے ہوئے ترجمانی فرما رہے ہیں۔ وہ اس خلائی سٹیلائٹ کی طرح ہوتے ہیں جو خلا میں رہ کر پوری دنیا کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔

ہمارے علماء بھی دینی سٹیلائٹ بن کر اُمت کی ایک ایک حرکت پر وہ مومنانہ فراست کے ساتھ دور بین نگاہ رکھتے ہیں کہ کہیں اُمت بہک نہ جائے اور راہِ راست سے نہ ہٹ جائے، اس پر ان کو وہ فوراً متنبہ کرتے ہیں۔ اس پر سو فیصد قائد اہل سنت ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب پورے اترتے ہیں اور اپنی مومنانہ فراست کے ساتھ اُمت کو فتنوں سے آگاہ بھی کرتے ہیں اور قرآن و سنت کے ذریعے رد و پیش کر کے اسلام کا صاف ستھرا چہرہ بھی دنیا والوں کو دکھا دیتے ہیں۔

بسا اوقات جب حکومت کے کاسہ لیس غلط افکار و نظریات کی اسلام کے نام سے تشریح کرتے ہوئے پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو یہی کنز العلماء جیسے علماء خود میدان میں آ کر الحادی افکار و غلط نظریات کے طوفانِ بلاخیز کے دھارے کو موڑ دیتے ہیں اور وہ مادی منافع اور عامۃ الناس کی تعریف و توصیف سے بے پرواہ ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے حقیقت دین سے بندگانِ خدا کو واقف کرانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اس وجہ سے مدارس کا وجود ضروری ہے ورنہ الحاد اور لادینیت عام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مدارس اہل سنت کو آباد رکھے۔ آمین۔

بجاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ذَكَرَ مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ أَصْفَ جَلَالِي

وَحَدَّثَ أُمَّتُكَ كَافِرِينَ كَاخْلَامَهُ

6 مارچ 2021ء تاریخی وحدت امت کانفرنس بمقام صراطِ مستقیم یونیورسٹی گراؤنڈ لکھنؤ ڈیرلاہور

گزشتہ سے پیوستہ

پاؤں دوسرا فرقہ ہے۔ اس طرح سارے اعضاء جدا جدا فرقے ہیں۔ یہ ایک ہی جسم کے ہیں۔ یہ ایک فرقے کا پھر دوسرے فرقے سے کوئی تفاوت نہیں۔ پھر سب کو برابر ترقی کرنی چاہیے۔ تو پھر جا کے اسلام ترقی کرے گا۔ اس کے نزدیک روافض کی ترقی، خوارج کی ترقی، نواصب کی ترقی اور اسی طرح معتزلہ کی ترقی اور اہل سنت کی ترقی یہ ایک سپیڈ سے ایک جیسی اور ایک طرح کی ہونی چاہیے۔ تب جسم اسلام ترقی کرے گا ورنہ ترقی نہیں کرے گا۔ اس نے وحدت کا یہ مطلب اعضاء کو فرقے بنا کے اخذ کیا۔

میں کہتا ہوں وحدت کا یہ استدلال سو فیصد غلط ہے۔ جب رسول اکرم، نور مجسم شفیع معظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: سَتَفْتَرِي أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً...

[مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الثانی رقم الحدیث: 171]

کہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ باقی سب جہنمی ہیں، ایک جنتی ہے۔ اب وحدت کے اس مفہوم کے مطابق اسلام کے بہتر (73) اجزاء ہیں۔ کیوں کہ فرقوں کو اسلام کا جزء مانا گیا تو پھر اگر کوئی یہ کہے کہ وہ اسلام دین حق کیسے ہو سکتا ہے جو بہتر (72) حصے تو جہنم میں ہو اور جنت میں صرف ایک حصہ ہو۔ ہرگز جسد اسلام کے یہ جزء نہیں۔ ہرگز ان کا بڑھنا اسلام کا بڑھنا نہیں۔ جہاں بھی خرابی آئی، اس کو صحت کی دعوت دی جائے گی۔ پہلے سارا جسم صحیح تھا، اب جسم کا جو حصہ کٹ کے کوئی رافضی بنا، کوئی خارجی بنا، کوئی ناصبی بنا، کوئی معتزلی بنا، کوئی جبری کھتری بنا، تو یہ بیماری اس جسم کے ایک حصہ کے اندر آئی، تو اب

ہمارے آقا ﷺ نے اس سلسلہ میں ایک اور مثال دی۔ اس مثال کے اندر رسول پاک ﷺ نے ”کمثل الجسد“ ارشاد فرمایا کہ مومن مومن کے لحاظ سے یوں ہے جیسے ایک جسم کے اعضاء ہوتے ہیں۔ ایک جسم کے اعضاء کی وحدت کیا ہے؟

إِذَا اشْتَكَى عَضْوًا تَدَّاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحَقَمَى ۱ (مشکوٰۃ المصابیح: کتاب الآداب: باب الشفقة والرحمة: الفصل الاول: جزء 3: صفحہ 4: 7: رقم الحدیث 4953 المکتب الاسلامی) ۲ (بخاری: کتاب الادب: باب رحمة الناس والبهائم: جزء 5: صفحہ 2238: رقم الحدیث 5665 دار ابن کثیر)

فرمایا جیسے جسم کے ایک عضو کو بخار ہو جائے، جسم کا ایک عضو بیمار ہو جائے تو کیا ہوتا ہے؟

تَدَّاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحَقَمَى... باقی جو سارا جسم ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کو بخار کی دعوت دے دیتا ہے۔ باقی سارے جسم کو بھی بخار ہو جاتا ہے۔

یہاں بھی کچھ لوگوں کو بڑی غلطی لگی۔ وحدت کا مفہوم بیان کرتے وقت وہ نکلے تھے عالمگیر دعوت کے لیے اور کہا سارے فرقے ایک ہی جسم کے اجزاء ہیں۔ اور کہا جیسے ایک جسم کے سارے اجزاء بڑھیں تو جسم بڑھتا ہے۔ اگر ایک عضو ہی بڑھتا رہے، باقی نہ بڑھیں تو پھر جسم کیسے بڑھے گا؟ لہذا اس شخص نے یہ کہا کہ ہاتھ ایک فرقہ ہے،

اس کا علاج کیا جائے گا۔ اس کو بیماری میں رکھنا یہ اس سے پیار نہیں۔ اس کی بد اعتقادی کو پروموٹ کرنا، اس کی بد عقیدگی کو سپورٹ کرنا، اس کی اس گندی حیثیت کی تعریف کرنا، یہ جسم کا بھلا نہیں۔ جسم کا فائدہ نہیں۔ علاج ضروری ہے۔ بیمار کو بتایا جائے کہ تو بیمار ہے۔ جو بیمار ہو اور اسے کہا جائے تو تندرست ہے یہ بیمار سے دھوکہ ہے۔ یہ بیمار سے فراڈ ہے۔

ہم ہیں انسانیت کا بھلا چاہنے والے کہ جو بھی اسلام کے جسم سے جدا ایک بیماری کی طرف بڑھ رہا تھا تو ہم نے کہا عقیدہ صحیح کرو۔ صحت کا تقاضا ہے کہ بیماری دور کرو۔ لیکن اگر بیماری دور نہیں ہوتی تو پھر کیا ہوتا ہے؟ پیارے جسم سے اس عضو کو کاٹ دیا جاتا ہے کہ اگر ساتھ رہا تو پھر سارا جسم برباد ہو جائے گا۔ اس کا پاؤں کاٹو ورنہ ٹانگ کاٹنی پڑے گی۔ اس کی ٹانگ کاٹو ورنہ پورا جسم برباد ہو جائے گا۔

ہم ہیں ”وَلَا تَفَرَّقُوا“ والے کہ ہم کہتے ہیں جہاں رفض ہے، جہاں خروج ہے، جہاں ناصبیت ہے، جہاں اعتقاد کی کوئی بیماری ہے، اسے دور کرو۔ ابھی وہ تھوڑا ہے جلد علاج کرو۔ یہ نہیں کہ اسے چومو کہ بالکل صحیح ہے۔ شاباش! اے تھوڑے تو بھی بڑھ تو پھر جسم ترقی کرے گا۔ نہیں، تھوڑے کی اصلاح ضروری ہے اور اگر قابل اصلاح نہ رہے تو پھر کاٹنا ضروری ہے۔ پھر باقی جسم بچے گا۔ یہ مثالیں نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں واضح کر کے بتا کے گئے ہیں۔

اس بنیاد پر ”وَلَا تَفَرَّقُوا“ تھوڑی سی اس میں مزید توجہ کیجیے۔ کون سی چیز ہے کہ جو حرام ہے؟ کون سا کام ہے جو ”تَفَرَّقُوا“ کے زمرے میں آتا ہے۔ سارے آئمہ نے لکھا کہ وہ اعتقاد کا اختلاف ہے، فقہ کا اختلاف نہیں، اجتہاد کا اختلاف نہیں۔ حنفی ہونا، مالکی ہونا، حنبلی ہونا، شافعی ہونا، یہ ”تَفَرَّقُوا“ نہیں، یہ سارے ”وَلَا تَفَرَّقُوا“ ہیں کیوں کہ

ان سب کا عقیدہ ایک ہے۔ اور جہاں عقیدے کے اندر کوئی رخندہ ڈالے گا پھر ”وَلَا تَفَرَّقُوا“ کے اندر جو ”تَفَرَّقُوا“ ہے۔ اس کے لحاظ سے بندہ مجرم بنے گا کہ یہ ملت کو توڑ رہا ہے۔ یہ ملت کو خراب کر رہا ہے۔ یہ ملت کے اندر رخندہ ڈال رہا ہے۔ اور جو فقہی اختلاف ہے وہ تو ... إختلاف أمتي رَحْمَةً... (کنز العمال: کتاب العلم: الباب الاول فی الترفیع فیہ: جزء 10: صفحہ 238: رقم الحدیث 28686: مؤسسۃ الرسالۃ) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: کتاب الامارۃ والقضاء: باب ما علی الولاء من التیسیر: الفصل الاول: جزء 6: صفحہ 2421: تحت رقم الحدیث 3724: دار الفکر)

اور مطلقاً اختلاف وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی تھا۔ بخاری شریف میں ہے۔ عرفہ کے دن جس وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے، کچھ کہہ رہے تھے۔

لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك إن الحمد و النعمة لك والملك لا شريك لك۔

وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

۱۔ (بخاری: کتاب العیدین: باب التکبیر ایام منیٰ و اذا غدا الی عرفۃ: جزء 1: صفحہ 330: رقم الحدیث 927: دار ابن کثیر)

اب کیا اسے کہو گے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم فرقتہ واریت کر رہے ہیں، وہ اختلاف کی وجہ سے کوئی ممنوع کام کر رہے ہیں۔ نہیں، یہاں تو بخاری میں لکھا ہے جو تکبیر پڑھ رہے تھے، وہ تلبیہ والوں کا رد نہیں کر رہے تھے۔ اور جو تلبیہ والے تھے، وہ تکبیر والوں کا رد نہیں کر رہے تھے۔ اب جدا جدا کام بھی پایا گیا مگر فرقہ واریت نہیں ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ فروع کے اندر اختلاف ہوا۔ ایک دوسرے کو روکا بھی گیا۔ مگر..... هُمْ يَذَّوْحِدَةٌ عَلَى الْكُفَّارِ... کافروں کے خلاف جہاد کرنے میں ایک ہیں۔ عقیدے میں ایک ہیں۔ اگرچہ اجتہادی

اللہ کی یہ شان نہیں کہ اللہ تمہیں جن پر لفظ مؤمن بولا جا رہا ہے، اللہ تمہیں اسی پر رکھے جس پر تم ہو۔ نہیں! اللہ ایسا نہیں رہنے دے گا۔ کیا کرے گا؟

حَتَّى يَمَيِّزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ...

یہاں تک کہ رب امتیاز کر کے چھوڑے گا، فرق کر کے چھوڑے گا۔ یہ آیت کب اُتری؟ جب منافقین نے ہمارے آقا ﷺ کے علم پر اعتراض کیا کہ ہم پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ہمارا ان کو پتہ نہیں۔ تو رب ذوالجلال نے یہ آیت نازل کی اور حکم دیا کہ یہ لوگ جہنم ابھی تک تو مؤمن کہا جاتا تھا، آج ان کو مسجد سے نکال دو کیوں کہ انہوں نے تمہارے علم کا انکار کیا ہے۔ تو آیت نے کہا: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذَرَّ الْمُؤْمِنِينَ ... یہ نہیں کہا: لِيُذَرَّ النَّاسَ ... مؤمنین جن پر مؤمن کا لفظ بولا جاتا تھا۔ ابھی بعض جو گندے تھے ان کا ننگا نہیں کیا گیا تھا۔ رب نے فرمایا اب ننگا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

حَتَّى يَمَيِّزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ [پارہ: 4، سورة آل عمران، الآية: 179] ہم پاک اور پلید جدا جدا کریں گے۔ مسجد نبوی شریف میں وہ ہی نماز پڑھے گا جو پاک ہے۔ جو پلید ہے اس کو ہم نماز نہیں پڑھنے دیں گے۔ انہوں نے مسجد ضرار بنائی۔ اگر فرق نہ کر دوالی بات مطلقاً ہوتی تو پھر رب نے فرق کیوں کیا؟ پھر قرآن میں فرق کیوں آیا؟ پھر کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی ان کو مسجد سے کیوں نکالا گیا؟

پتہ چلا عقیدے کا فرق کرنا تو یہ تو حکم خداوندی ہے۔ یہ تو سنت الہی ہے۔ ہاں یہ فرق نہ کرو جیسے کوئی کہتا ہے میں کو کبیتی ہوں، کوئی کہتا ہے میں اماراتی ہوں، کوئی کہتا ہے میں مصری ہوں، کوئی کہتا ہوں میں عراقی ہوں، کوئی کہتا ہے میں پنجابی ہوں، کوئی کہتا ہے میں سندھی ہوں، کوئی کہتا ہے میں بلوچی ہوں، کوئی کہتا ہے میں پشمان ہوں، یہ،

مسائل میں اختلاف بھی ہو گیا تو یہ پھر بھی ”لَا تَفْزَوْا“ پہ عمل کر رہے ہیں کہ فرقہ داریت نہیں کر رہے۔ بلکہ اتحاد کی بات ہے پھر بھی وہ اکٹھے ہیں۔

تو اس بنیاد پر آج کتنے نام نہاد سکار ہیں جو فقہی اختلاف کی مذمت کے لیے یہ آیت پڑھتے ہیں۔ کتنے وہ لوگ ہیں جو حنفی، مالکی اور شافعی اس اختلاف کو مذموم قرار دینے کے لیے یہ آیت پڑھتے ہیں۔ تو یاد رکھنا حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی ہونا یہ وحدت اُمت کے خلاف نہیں، وہ وحدت اُمت کا ہی ایک منظر ہے۔ ہاں جہاں عقیدے کا اختلاف آئے گا، وہاں اُمت کی وحدت کے اندر فرق پڑ جائے گا اور وہاں جا کے سارے احکام بدلیں گے۔ سارے معاملات بدلیں گے۔ اس بنیاد پر جا کر پھر یہ ہے کہ رسی سارے مضبوطی سے پکڑو اور آگے تقسیم نہ ہو۔

ہر چیز کے کئی مغایم ہیں۔ کچھ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ تم کیوں کہتے ہو یہ دیوبندی ہے، یہ وہابی ہے، یہ رافضی ہے، یہ خارجی ہے، یہ تم وحدت اُمت کے خلاف باتیں کر رہے ہو۔ تو میں کہتا ہوں یہ وحدت اُمت کے خلاف نہیں۔ یہ بیماری کا تعین ہے کہ بیمار کو احساس دلا یا جائے کہ وہ اپنا علاج کروائے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرق نہ کرو۔ تو کیا اللہ نے فرق نہیں کیا۔ مطلقاً فرق نہ کرنا اس کا حکم نہیں۔ حق و باطل کا فرق کرنا وہ تو فریضہ ہے۔ قرآن مجید برہان رشید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذَرَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمَيِّزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ [پارہ: 4، سورة آل عمران، الآية: 179]

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو، جب تک جدا نہ کرے گندے کو ستھرے سے۔

اس طرح کی باتیں تعصب اور عصبیت کی بنیاد پہ کرنا ایک تو ان سے

روکا گیا کہ یوں وحدت کو پارہ پارہ نہ کرو، ایک نام کے نیچے رہو۔ لیکن عقیدے پر آ کر قرآن نے کہا: حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ [پارہ: 4، سورۃ آل عمران، الآیہ: 179] کہ پاک جدار ہیں گے اور پلید جدار ہیں گے۔

{اسباب افتراق و انتشار} اسباب انتشار کیا ہیں کیوں انتشار ہے امت میں؟ تو اسباب انتشار میں سے سب سے پہلے یہ ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو محوِ اسلام تسلیم نہ کرنا۔ یقیناً عقیدہ توحید اول عقیدہ ہے مگر اس دین کی پہچان عقیدہ توحید سے نہیں، عقیدہ رسالت سے ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں۔ اگرچہ دعوے میں غلط تھے مگر وہ اپنے آپ کو نبی والے نہیں کہتے تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھی ہوئی تھی۔ کہتے تھے ہم تو اللہ والے ہیں: نَحْنُ أَنْبَاءُ اللَّهِ وَاجْتَاؤْهُ [پارہ: 6، سورۃ المائدہ، الآیہ: 18] ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

ہم تو اللہ والے ہیں۔ معاذ اللہ کہنے لگے ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس کے بڑے برگزیدہ ہیں۔ تو اب رب نے ان کو جھوٹا۔ یہ آیت نازل کر دی: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

[پارہ: 3، سورۃ آل عمران، الآیہ: 31]

کہ محبوب جو تمہارا بنے بغیر میرا بننے ہیں۔ انہیں فرما دو! جب تک تمہارے نہیں بنیں گے، میرے بن ہی نہیں سکتے۔ اس پر کچھ لوگ ہم سے جدا ہو گئے۔ ہم آج بھی ان کو علاج کی دعوت دیتے ہیں۔ انتشار کی یہ وجہ بنی اور پھر آگے سیاسی طور پہ بھی ایک وجہ بن گئی۔ اگرچہ یہ بات کہنا کڑوی بہت ہے اور اس کی قیمت بھی بہت دینی پڑتی ہے لیکن وحدتِ امت کے لیے میں بلا جھجک کہہ رہا ہوں کہ وحدت میں

سب سے بڑی رکاوٹ سعودی عرب اور ایران ہیں۔ ایک سوچ پہ سعودی عرب اڑا ہے، دوسری سوچ پہ ایران اڑا ہے۔ اور وہ سوچ ایک اعتقادی سوچ ہے، عقیدے کی سوچ ہے۔ مخصوص فکر۔ اور پھر ان کی اپنی لایاں ہیں، ان کی اپنی برادریاں ہیں، ان کے پیچھے ان کے ہاتھ ہیں۔ اور اس بنیاد پر کوئی مرہم مفید ہی نہیں ہو رہا کہ یہ دونوں اگر باز آجائیں۔ ہم شریک جرم نہیں۔ یہ دونوں ممالک برابر کے شریک ہیں۔ ان کے جتھے ہیں، ان کی آرگنائزیشنز ہیں۔ مختلف ممالک کے اندر جا کر جنگیں، خون خرابہ کرنے والے اور اپنے اپنے سانپوں کو پالنے والے، اگر یہ باز آجائیں تو امت میں وحدت ہو جائے۔ وحدت نہ ہونے کے ذمہ دار یہ دو بڑے ملک ہیں۔

اور اس کے ساتھ یہ چیز بڑی قابل غور ہے۔ محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہو اور محبت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نہ ہو تو یہ وحدت کے اوپر بہت بڑی ضرب ہے۔ محبت صحابہ علیہم الرضوان ہو اور محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ ہو تو یہ بھی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ اور یہاں بھی ہمارے حصے کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہمارے سینوں میں دونوں محبتیں بیک وقت ہیں۔ اور دوسری طرف کہیں ایک ہے تو دوسری نہیں، دوسری محبت ہے تو پہلی نہیں۔ ایجنسیاں، ادارے اس بات کی طرف توجہ کریں۔ انٹرنیشنل فورم پر عالمی سطح پر ممالک اگر اجڑے ہیں تو اس انتشار کے سبب سے اجڑے ہیں۔ اس سے یمن، شام اور عراق اسلامی ملک اجڑ گئے، وحدت پارہ پارہ ہوئی۔ بلکہ میں تو اپنے امام کا دامن تھامتے ہوئے یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ صرف دونوں محبتیں ضروری نہیں، بلکہ دونوں محبتوں کا شرعی طریقہ ضروری ہے۔ محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ دونوں ہوں مگر شرعی نہ ہوں تو محبتیں ہونے کے باوجود بھی، پھر

اب دیکھنا کیا کمال ہے۔ اور یہ حدیث سے اخذ ہے کیونکہ میرے آقا

صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت علیہم الرضوان کے بارے میں فرمایا:

أَحْبَبُوا أَهْلَ بَيْتِي لِعَجَبِي أَهْلَ بَيْتٍ سَ مِنْ مِيْرِي وَجْهٍ سَ مِنْ مِيَارِكُرُو۔

۱۔ (ترمذی: ابواب المناقب: باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

جزء 6: صفحہ 134: رقم الحدیث 3789: دار الغرب الاسلامی)

۲۔ (مستدرک للحاکم: کتاب معرفة الصحابة: ومن مناقب اہل

رسول ﷺ: جزء 3: صفحہ 162: رقم الحدیث 4716: دار الکتب

العلمیہ)

اگر سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیار کیا جائے تو پھر وحی کے غلطی کے قول

نہیں کیے جاسکتے۔ اگر سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے آل سے پیار کیا

جائے تو پھر امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نبیوں کے ہم

پلہ یا بڑھایا نہیں جاسکتا۔ پھر جب مانا سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے تو

سرکار کی نسبت کی بنیاد پر سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مانا جا رہا ہے۔

سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مانا جا رہا ہے۔ سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم اصل سبب

ہیں۔ اور ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، یہ نہیں! کہ فلاں کا خاندان

چونکہ بڑا تھا، قبیلہ بڑا تھا دنیاوی طور پر، تم اس لیے ان سے پیار کرو۔

فرمایا نہیں! اس لیے پیار کرو کہ جو تمہارے نبی مصلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ ان

کے صحابی ہیں۔

اب اس پر مسئلہ اخذ کر کے اعلیٰ حضرت تفریع لکھتے ہیں

فَمَنْ أَحَبَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَبَ أَنْ يُحِبَّهُمْ جَمِيعًا

فرمایا کہ یہ دونوں محبتیں محبت رسول مصلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہیں۔ محبت اہل

بیت علیہم الرضوان کو کم نہ سمجھو، یہ محبت رسول علیہ السلام ہے۔ محبت

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کم نہ سمجھو، یہ محبت رسول علیہ

السلام ہے۔ اور جو بھی سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا دعویدار ہے، اس

پہ فرض ہے کہ وہ سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے

بھی پیار کرے، اصحاب سے بھی پیار کرے۔

یہ جملے ہیں۔ بیک وقت خارجیت، ناصبیت، رافضیت، تفضیلیت

سب کو ختم کرنے کا فارمولا ہے۔ میرے امام نے کہا اس کے اندر ایسا

میں نے خلاصہ لکھ دیا ہے۔ یہ کیا کرتا ہے؟

فرمایا: وَفِي هَذَا مَا يَقْطَعُ ذَا بَرِ الزَّافِضَةِ اللَّتَامِ

[المستند المعتمد علی المتعقد المنتقد، امام احمد رضا خان فاضل

بریلوی، رقم الصفحة: 186، دار العرفان لاہور]

یہ ان کی جڑیں کاٹنے کا فارمولا ہے۔

ماننا ہے، ماننا فرض ہے۔ اہل بیت علیہم الرضوان اور صحابہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کی محبت فریضہ ہے مگر ان کی اپنی وجہ سے نہیں سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم

کی وجہ سے، سرکارِ دو عالم مصلی اللہ علیہ وسلم سبب ہیں۔

اب دوسرا نتیجہ نکالا وہ کیا ہے؟ وَمَنْ أَبْغَضَ بَعْضَهُمْ... جو صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض سے بغض رکھے۔ کسی ایک سے بھی ہو

تو پھر بھی بعض ہی ہوگا۔ اور جو اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں

سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے۔ میرے امام کہتے ہیں:

ثَبَّتَ أَنَّهُ لَا يُحِبُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ... یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس

کو آل سے پیار نہیں۔ کہا جائے گا اس کو نبی پاک مصلی اللہ علیہ وسلم سے بغض

ہے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کو صحابہ سے پیار نہیں۔ کہا جائے گا یہ

بغض نبی مصلی اللہ علیہ وسلم میں مارا ہوا ہے کیونکہ محبت سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے

کرنی ہے تو پھر بغض بھی سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے گا۔ تو اس پر کیا

خلاصہ لکھا میرے امام نے کوزے میں دریا نہیں، کئی سمندر بند کر

دیے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں: فَلَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ كَمَا لَا

تَفَرِّقُ بَيْنَ رَسُولِي رَبِّنَا صَلَوَةُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ

جس طرح یہ عقیدہ ہے ناکہ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رَسُولِي... کہ

جیسے ہم رسولوں میں ایمان لانے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کرتے۔

آقا ﷺ سارے رسولوں کے سردار ہیں وہ درجوں کا تو فرق ہے ”لَا نَفَرَقُ“ پھر بھی ہے۔ یعنی ایمان لانے کے لحاظ سے ہم نہ رسولوں میں فرق کرتے ہیں کہ چوائس (Choice) رکھی ہو اس پر تو میری چوائس (Choice) بنتی ہے اور یہ نوڈیمانڈ (No Demand) ہے۔ اور یہ میں مانوں گا یہ نہیں مانوں گا۔ فرمایا جیسے سارے رسول مانو گے تو مؤمن ہو، ایسے ہی سارے صحابہ علیہم الرضوان کو مانو گے، سارے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مانو گے تو پھر محب رسول ﷺ کہلاؤ گے۔ ورنہ محب رسول نہیں کہلاؤ گے۔ اب اس کی ایک مثال سمجھو۔ کتنی خوبصورت مثال ہے۔ فرمایا: وَمَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ وَلَمْ يُحِبَّ عَلِيًّا...

یعنی یہ کہ ہم جس فارمولے کے قائل ہیں۔ یہاں لڑائی نہیں ہو سکتی کہ یہ آل والی پارٹی ہے اور وہ صحابہ والی ہے، لہذا یہ آپس میں لڑ جائیں گے۔ ہم جس نظریے کے قائل ہیں اس میں جب دونوں محبتوں کا سبب ایک ہے تو محبت ہے ہی ایک۔ دونوں کا ایک سبب ہے۔ وہ کیا ہے؟ ذات رسول علیہ السلام۔

محبت اہل بیت علیہم الرضوان کا سبب اہل بیت علیہم الرضوان نہیں، ذات رسول علیہ السلام ہے۔ محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا سبب ذات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نہیں، ذات رسول علیہ السلام ہے۔ جب ذات رسول ﷺ ایک ہے تو پھر محبت بھی ایک ہے۔ اور جو ایک ہو تو ٹکرائے کیسے؟ ایک ہو تو چمچکلیش کیسے ہو، پھر دونوں محبتیں ایک ہی سینے میں ہیں۔ ایک گھر میں تو دور کی بات ہے ایک سینے میں رہیں گی۔

یہ ہے ملک سے دنگا فساد ختم کرنے کا فارمولا کہ محبت اس طریقے سے کروائی جائے جو شریعت مانتی ہے۔ شریعت چاہتی ہے کہ آل سے

ایسے ہی ہم اہل بیت اطہار علیہم الرضوان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افراد سے ایمان لانے کے لحاظ سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پر ایک تھوڑی سی الجھن یہ بھی دور کردوں کہ قرآن مجید میں لَا نَفَرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ [پارہ: 3، سورۃ البقرہ، الآیۃ: 285]

ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ قرآن میں موجود ہے کہ ہم رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ادھر تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ [پارہ: 3، سورۃ البقرہ، الآیۃ: 253]

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ہم نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَى بَعْضٍ اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔ [پارہ: 15، بنی اسرائیل، الآیۃ: 55]

ہم نے نبیوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تو پھر ”لَا نَفَرَقُ“ کا کیا مطلب ہے؟ تو قرآن بتاتا ہے فضیلت اپنی جگہ قائم ہے۔ ”لَا نَفَرَقُ“ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی کہے کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا۔ معاذ اللہ۔ یا عیسیٰ علیہ السلام سے تو پیار کرتا ہوں موسیٰ علیہ السلام سے نہیں کرتا۔ فرمایا ایمان کے لیے ضروری ہے کہ یہ فرق نہ کرو۔ سارے نبیوں سے پیار کرو۔ جس انداز میں ایمان بالرسول کے اندر ”لَا نَفَرَقُ“ ہے، اسی انداز میں ایمان بالصحابہ اور ایمان بالاہل البیت میں بھی ”لَا نَفَرَقُ“ ہے۔

درجے ہیں کوئی اس طرف نہ جائے کہ پھر تم پہلا نمبر اور دوسرا نمبر وہ کیوں بیان کرتے ہو؟ وہ اس لیے بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہمارے

ان کی محبت ان کی وجہ سے رکھی جائے گی تو پھر اکٹھی کیسے پائی جائے گی۔ پھر کوئی کسی خاندان کی بات کرے گا، کوئی کسی خاندان کی بات کرے گا۔ فرمایا محبت ہے ایک ذات کی وجہ سے اور وہ ذات ایسی ہے کہ اس کی ہر نسبت ہی برکت والی ہوتی ہے۔

وَمَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ وَلَمْ يُحِبَّ عَلِيًّا...

جس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا دعویٰ کیا اور حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہیں کی۔ ایسے کون لوگ ہیں؟ فرمایا: كَالْتَوَّاصِبِ وَالْخَوَّارِجِ... جس طرح نواصب ہیں، خوارج ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو محبت کرتے ہیں مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام سے ان کو موت پڑ جاتی ہے۔ میرے امام کہتے ہیں:

عَلِمَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُحِبُّ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ لَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ کہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار کر کے تھک جائے، وہیں رک جائے اور مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پیار نہ کرے۔ کہا اس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرعی پیار کیا ہی نہیں ہے، اس نے پرائیویٹ (Private) پیار کیا ہے، غیر شرعی پیار کیا ہے۔ فرمایا اس نے انہیں ابو قحافہ کا بیٹا سمجھ کے مانا ہے، نبی پاک علیہ السلام کا خلیفہ سمجھ کے نہیں مانا۔

یہ ہے روگ۔ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پہ خوش ہو، مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر مرجھا جائے تو یہ حب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی کھوٹا ہے۔ کیونکہ حب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ رسول ﷺ کی وجہ سے ہے۔ جب سرکارِ رسول ﷺ کی وجہ سے محبت ہے تو جن کے پہلے خلیفہ سے پیار ہے، ان کے چوتھے خلیفہ سے بھی پیار ہے۔ جن کے سر سے پیار ہے، ان کے داماد سے

سرکارِ رسول ﷺ کی وجہ سے پیار ہو، اصحاب سے بھی سرکارِ رسول ﷺ کی وجہ سے پیار ہو۔ اب جب کوئی اختلاف کرنا چاہے گا تو اس کو ایمان کہے گا کہ جس نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عظیم ہوں اس نبی کی آل علیہم الرضوان بھی عظیم ہوتی ہے اور جس نبی کی آل علیہم الرضوان عظیم ہو اس کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی عظیم ہوتے ہیں۔ تم دھڑا بندی کیوں کرتے ہو؟ تم پارٹی بازی کیوں کرتے ہو؟ تم انتشار کیوں کرتے ہو؟

لہذا وحدت کا فارمولا ذات رسول علیہ السلام کی بنیاد پر ہے۔ ورنہ قیامت تک وحدت نہیں ہو سکتی اگر سرکارِ رسول ﷺ کی نسبت کی نفی کر کے صحابہ کو صحابہ کی وجہ سے مانا جائے، سرکارِ رسول ﷺ کی نسبت کی نفی کر کے آل کو آل کی وجہ سے مانا جائے تو کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اگر دونوں کو سرکارِ رسول ﷺ کی وجہ سے مانا جائے تو پھر سینہ ٹھنڈا رہتا ہے۔ یہ آج جو اہل سنت میں فتور آیا ہے وہ اس قانون کو نہ ماننے کی وجہ سے آیا ہے۔ میں مخالف دھڑے کو علی الاعلان کہہ رہا ہوں۔ وہ اعلیٰ حضرت کے ان لفظوں سے بغاوت کر رہے ہیں۔ تب جا کر اختلاف، تب جا کر انتشار پیدا ہوا۔ سرکارِ رسول ﷺ فرماتے ہیں:

فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَيُحِبِّي أَحِبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَيَبْغِضِي أَبْغَضَهُمْ ... (ترمذی: ابواب المناقب: باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ: جزء 6: صفحہ 179: رقم الحدیث 3862 دار الغرب الاسلامی)

۶ (مشکوۃ المصابیح: کتاب المناقب والفضائل: باب مناقب قریش و ذکر القبائل: الفصل الثانی: جزء 3: صفحہ 309: رقم الحدیث 6005: المکتب الاسلامی)

آپ ﷺ کی آنکھیں قیامت تک کے حالات دیکھ رہی تھی کہ اگر

بھی پیار ہے۔ تو اگر کوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچا پیار کرے گا تو پھر مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ضرور ہوگا۔ یہ دونوں محبتیں سچی ہوں تو اکٹھی پائی جاتی ہیں جھوٹی ہوں تو جدا جدا پائی جاتی ہیں کیونکہ جب سبب ایک ہے محبت بھی ایک ہے۔

تو اس بنیاد پر آپ نے فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننے کے دو طریقے ہیں۔ ہم صرف محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داعی نہیں، حب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرعی طریقے کے علمبردار ہیں۔ محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ ہے ان کو ابوقحافہ کا بیٹا سمجھ کے ماننا، دوسرا یہ ہے آمنہ کے لال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ سمجھ کے ماننا۔ تو جو رسول پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ سمجھ کے مانے گا وہ شرعی محبت کر رہا ہے۔ اور یہ اب مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض نہیں رکھ سکتا یہ ان سے بھی پیار کرے گا۔ اور دوسری طرف فرمایا: وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا... جن لوگوں کو یہ روگ ہے میں ان لوگوں کی شفاء کی دعا کر رہا ہوں۔

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا وَلَمْ يُحِبَّ أَبَا بَكْرٍ... کہ جو مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو پیار کرے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار نہ کرے۔

كَالزَّوْفِضِ... یہ مثال میں لکھا۔ سنگل (Single) پیار، ایک سائیڈ (Side) کا پیار۔ اعلیٰ حضرت کہتے ہیں: عَلِيمٌ أَنَّهُ إِنَّمَا يُحِبُّ إِبْنِ أَبِي طَالِبٍ لَا أَخَا مَنُورٍ اللَّهُ تَعَالَى عَلِيمٌ۔

آج والے وہ نیم رافضی کیسے یہ جملے برداشت کریں کہ حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے ان کو ابوطالب کا بیٹا سمجھ کے پیار کرنا، دوسرا ہے انہیں نبی علیہ السلام کا بھائی سمجھ کے پیار کرنا۔

میرے امام نے کہا جس نے علی علی تو کیا اور صدیق صدیق سے جلا،

اس نے ابوطالب کے بیٹے سے تو پیار کیا ہے، آمنہ کے لال کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھائی سے پیار نہیں کیا۔

روگ دیکھا ہی نہیں جا رہا کہ بیماری کہاں سے ہے۔ یہ بات میرے امام کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا وَلَمْ يُحِبَّ أَبَا بَكْرٍ كَالزَّوْفِضِ عَلِيمٌ أَنَّهُ إِنَّمَا يُحِبُّ إِبْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

ایک محبت ہے حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوطالب کا بیٹا سمجھ کے اور دوسری محبت ہے سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی سمجھ کے، کہا ابو طالب کا بیٹا سمجھ کے جو محبت ہے شریعت نے یہ نہیں مانگی۔ مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت شریعت نے وہ مانگی ہے جو سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت سے ہے۔

یہ بات بیان کرنا آسان نہیں۔ یہ الفاظ آج جب کوئی ایک بار بولا تو پہلے جو زبانیں گن گاتی تھیں، ان کو عظیم ہستیاں بتاتی تھیں، اب ان کے آباؤ اجداد کی قبروں کی تختیاں بتا رہے ہیں۔

یزیدی ہونے کے طعنے کوئی کروڑ بار دے۔ ہم قرآن سے بغاوت نہیں کر سکتے۔ ہم ایمان سے بغاوت نہیں کر سکتے۔ ہمارے خون کی ایک ایک بوند حسینی ہے۔ ایک ایک قطرہ حسینی ہے

حشر کو ہوگا یہ معلوم..... کہ جیتا کون اور ہار کون؟

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو کراس کر چکے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو باغی ہیں ان سے ہماری بات ہی نہیں۔ اور جواب تک اعلیٰ حضرت کے نام لیوا ہیں، وہ تو اس لفظ کو پڑھ لیں۔ محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شریعت میں جائز، دوسری ناجائز۔ جو ناجائز ہے جہاں ہو، وہاں محبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوتی اور جو جائز محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، وہ ہوتی ہی تب

ہے جب محبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوتی ہے۔ الفاظ کیا ہیں؟
 مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا وَلَمْ يُحِبَّ أَبَا بَكْرٍ كَالزَّوَافِرِ غِلْمٌ إِنَّهُ إِنَّمَا
 يُحِبُّ إِنَّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ لَا أَخَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْتَهُ وَ
 نَائِبُهُ... کہ اس نے سرکارِ رسول ﷺ کے ولی سے پیار نہیں کیا، ابو
 طالب کے بیٹے سے پیار کیا ہے۔ اس نے سرکار کے نائب سے پیار
 نہیں کیا، مولانا علی سے ابوطالب کے بیٹے کی حیثیت سے پیار کیا ہے۔
 اب جو شجرے گم کرتے پھر رہے ہیں، کتنے ہدایت سے بھٹک چکے
 ہیں، کتنے دور جا چکے ہیں۔

{مولانا روم کے شعر کا مطلب}

اب یہاں پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:
 وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ الْمَوْلَوِي... مولوی سے مراد مولانا روم ہیں۔
 کہتے ہیں یہ ہے مولانا روم کے اس قول کا مطلب۔ مولانا روم کے
 کس قول کا مطلب؟ کہ مولانا روم نے کہا تھا

اے گرفتار ابو بکر و علی

توجہ دانی سز حق کہ غافل

[المستند المعتمد علی المصنف المحدث، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی،
 رقم الصفحہ: 187، دارالعرفان لاہور]

کہ اے ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گرفتار

توجہ دانی سز حق کہ غافل

تجھے حق کا کیا پتہ تو تو ہے ہی غافل۔ گرفتار ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 بھی آؤٹ (Out) کر دیا، گرفتار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آؤٹ
 (Out) کر دیا۔ پریشان نہ ہونا، وہ آؤٹ (Out) ہونے والے
 ہوئے ہیں سنی پھر بھی گراؤنڈ (Ground) میں ہی ہیں۔ اسی
 واسطے تو میرے امام نے دو قسمیں بنائیں۔ دو قسمیں محبت کی۔

گرفتار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہے؟
 گرفتار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہے جو صدیق صدیق تو
 کرے، علی علی سے جلے، گرفتار علی وہ ہے جو علی علی کرے، صدیق
 صدیق سے جلے۔ مولانا روم کہتے ہیں دونوں ہی فارغ ہیں۔ اور
 ایمان یہ ہے کہ ایک سانس میں ابوبکر ابو بکر کرے، دوسری سانس میں
 علی علی کرے۔

اب اس وقت پورے عالم اسلام میں جو دو قوتیں لڑ رہی ہیں۔ کسی نے
 داعش بنائی، تو کسی نے زینبیون بنائی، اجڑ گیا لیبیا، تباہ ہوا عراق،
 یمن، شام، وزیرستان۔ ہمارے پاس فارمولا ہے آگ بجھانے کا۔
 آگ آگ رہے، پانی پانی رہے، اس کو اتحاد کہتے ہو۔ پہلے نظریاتی
 وحدت، پھر اتحاد ہے۔ غلط کو غلط کہہ کر اسے صحیح ہونے کی دعوت دو۔
 بیمار کو بیمار کہہ کر اس کی شفاء کے لیے کوشش کرو۔ وہ اپنے آپ کو
 مریض مانے اور دوائی استعمال کرے۔ یہ محبت ہے جو کھراتی نہیں،
 ایک سینے میں رہتی ہے کیونکہ ہے سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شفیع
 معظم ﷺ کی وجہ سے۔ تو پھر ٹکرائے کیسے؟

بلا تشبیہ و تمثیل سمجھانے کے لیے ایک مثال دیتا ہوں۔ یہ مسئلہ اس
 مثال سے کروڑ ہا درجہ بلند ہے۔ لیکن سمجھنے کے لیے جو اس وقت
 معاشرے میں ہو رہا ہے۔

ایک نیک بندہ ہے اس کے ساتھ تین طرح کے لوگ پیار کرنے والے
 ہیں۔ کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اس کے دھندھیال والے ہیں۔ کچھ
 اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اس کے ننھیال والے ہیں۔ اور کچھ اس لیے کہ
 اس کی اپنی جو حیثیت ہے تقویٰ و طہارت کی، اس وجہ سے کرتے ہیں۔
 ایک طرف دھندھیال والے جلسہ کر رہے ہیں، چونکہ یہ ہماری نسل سے
 ہے، لہذا بڑا ہے۔ ماں تو اس کی کسی کھاتے کی نہیں تھی۔ چونکہ اس کا باپ
 ہمارے قبیلے کا ہے، اس لیے اس کی بڑی شان ہے۔ اب ہو سکتا ہے وہ

مطابق سرکارِ مسلمانیہؑ کی وجہ سے مان رہا ہے۔ یہی آج چل رہا ہے۔ رافضی کا جلسہ خارجی کے خلاف، خارجی کا جلسہ رافضی کے خلاف، یہ انتشار ہے، یہ فرقہ واریت ہے، وحدت کیا ہے؟ کہ سینہ ایک ہو، زباں ایک ہو، کیا کہے؟ ایک ہی وقت کہے:

یا صدیق یا علی..... یا علی یا صدیق..... رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ ہے سنی ہونا۔ دوسرے وہ اپنا دھڑا پورا کر رہے ہیں، سرکارِ مسلمانیہؑ کی بات نہیں۔ سرکارِ مسلمانیہؑ تو جس گھوڑے پہ بیٹھیں اس کے بارے میں بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہتے ہیں کہ اس کا پیشاب بھی اس عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے زیادہ اچھا ہے۔ تو جس گھوڑے کی پشت پہ سرکارِ مسلمانیہؑ بیٹھیں تو اتنا ادب والا ہے تو جن کی پشت پہ بیٹھ کے غار میں گئے تھے ان کا کتنا ادب ہوگا۔

اس واسطے انتشار کا سبب اگرچہ یہ بہت زیادہ ہیں مگر میں اس پر اب گفتگو کو سمیٹ رہا ہوں کہ مسئلہ ختم ہے۔ محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ضروری ہے۔ محبت اہل بیت علیہم الرضوان بھی ضروری ہے۔ محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین والے کی محبت اہل بیت علیہم الرضوان والے سے جنگ نہیں، محبت اہل بیت علیہم الرضوان والے کی محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین والے سے جنگ نہیں۔ یہ جنگ تب نہیں ہوگی جب دونوں محبتیں سرکارِ مسلمانیہؑ کی وجہ سے ہوں گی۔ اس پر اُمت کی وحدت ہے۔

میں یہ فارمولا المعتمد سے پیش کر کے دعوت دے رہا ہوں سب تیر بازوؤں کو کہ خدا را اہل سنت کے انتشار کا باعث نہ بنیں۔ اہل سنت کے نظریات ہی وہ ہیں جہاں تمام کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے، نظریہ مان کے۔ اس نظریے کو مانیں۔ لیکن ادھر سے سوائے گالیوں کے اور کچھ نہیں اور ہم بھی گالی پر وف ہیں۔ کچھ لوگ تو دودن نہیں نکالتے۔ اللہ کا فضل ہے ہماری پریکٹس (Practice) بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ میں نے جیل میں یہ لکھا تھا:

اپنے موقف پر اسی پیارے بندے کی ماں کو گالیاں دے دیں۔ اور دوسری طرف جن کو اس کی ماں کی وجہ سے کہ ان کی برادری سے اس کی ماں ہے، اس وجہ سے وہ پیار کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس کی ماں کی شان کا جلسہ کرتے ہوئے اس بندے سے پیار شو (Show) کر رہے ہیں کہ زید سے ہمارا بڑا پیار ہے اور ہم اس کی ماں کا جلسہ کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے باپ کو گالیاں دیں کہ باپ تو کسی کام کا نہیں تھا، یہ اچھا اس لیے ہے کہ ماں اچھی ہے۔ اور جب یہ ماں والے جلسہ کر کے اس بزرگ کا جس کے وہ مرید بنے ہوئے ہیں، اس کے باپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور باپ والے اس کے پیار کی آڑ میں اس کی ماں کو گالیاں دیتے ہیں تو خود اس بزرگ پہ کیا گزرے گی۔ وہ کہے گا یہ کمینے جنہوں نے میری شان کی آڑ میں میری ماں کو گالیاں دیں یا میری شان کے جلے کی آڑ میں میرے باپ کو گالیاں دیں، یہ تو جلسہ نہ کرتے تو اچھے تھے۔ کیونکہ ان کا جلسہ اس وقت تک ہوتا ہی نہیں جب تک مقابل پر فائرنگ نہیں کرتے۔ اور اس کو صرف وہ پسند آئیں گے جو نہ ماں کو گالی دیتے ہیں، نہ باپ کو گالی دیتے ہیں اور اس ولی کے نیک ہونے کی وجہ سے اس سے پیار کرتے ہیں۔

بالخصوص اب اس کو سمجھو۔ رافضی جلسہ کرے اور بلا تشبیہ و تمثیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھونکے، ناصبی، خارجی جلسہ کرے اہل بیت علیہم الرضوان کو بھونکے۔ بلا تشبیہ و تمثیل سرکارِ مسلمانیہؑ دونوں کمینوں سے ناراض ہیں کہ یہ تو نہ کرتے تو اچھا تھا۔ اب ان کا پیار سرکارِ مسلمانیہؑ کی وجہ سے اگر ہوتا تو گالیاں نہ دیتے۔ یہ سنی ہی شان والا ہے جو سرکارِ مسلمانیہؑ کی وجہ سے پیار کرتا ہے۔ تو اس کا مسئلہ یہ نہیں کہ اس کو ٹھنڈا پڑے گی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو گالی دے گا تو ٹھنڈا پڑے گی یا اہل بیت علیہم الرضوان کو گالی دے گا تو ٹھنڈا پڑے گی معاذ اللہ۔ نہیں، نہیں! یہ دونوں کا ادب کرے گا تو ٹھنڈا پڑے گی کیونکہ اپنی کوئی علیحدہ وجہ اس نے نہیں بنائی ہوئی۔ یہ دونوں کو شریعت کے

جن سے گہری قربتیں تھیں لا تعلق ہو گئے
اللہ کا فضل ہے کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے وحدتِ اُمت کا
جھنڈا ان دلائل کی روشنی میں ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم جہاں جہاں
سقم ہے، ان کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہم بیمار کو بیمار نہیں رہنے دینا
چاہتے۔ ہمیں اُن کی بیماری سے بیمار نہیں، ہمیں اُن کی شفاء سے بیمار
ہے۔ وہ اس فارمولے پر آئیں اور اس کے مطابق اپنی اصلاح کریں۔
یورپی پارلیمنٹ میں پاکستان کے خلاف توہین مذہب کے سلسلہ میں
منظور کی جانے والی قرارداد کا شرعی رد

تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک صراطِ مستقیم کے
بانی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے یورپی پارلیمنٹ میں پاکستان
کے خلاف توہین مذہب کے سلسلہ میں منظور کی جانے والی قرارداد کو
مسترد کرتے ہوئے کہا: مسلم ممالک کو متحد ہو کر تحفظ ناموس رسالت
ﷺ کا علم بلند کرنا چاہیے۔ یورپی پارلیمنٹ میں 295C کے
خلاف قرارداد کروڑوں مسلمانوں کے مقدس جذبات پر حملہ ہے۔
انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مسلمانوں کے انسانی حقوق کو
کیوں نظر انداز کر رہے ہیں؟ یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد اسلام اور
پاکستان کے حساس معاملات میں مبینہ مداخلت ہے۔ مسلمانوں کو
اپنے حقوق سے زیادہ اپنے رسول ﷺ کے حقوق کا تحفظ مطلوب
ہے۔ یورپی قرارداد سے مسلم حکمرانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔
یورپ ہر حال میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیمات اور مذہبی جذبات کو
چھیڑ کر مسلمانوں کی مذہبی آزادی چھیننا چاہتا ہے۔ اسلامی ممالک کو
اسلام کی بنیاد پر اپنے اقتصادی، عسکری، سفارتی اور تجارتی امور کا
تحفظ کرنا چاہیے۔ یورپی یونین فرانس کو توہین رسالت ﷺ سے تو
روک نہیں سکیں، الٹا پاکستان کے خلاف قرارداد یورپ کا دوہرا معیار
ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

گئے جاتے ہیں جب دشمن تو تھوڑا سہم جاتا ہوں
کہ اتنے ظالموں سے میں بدن کیسے بچاتا ہوں
نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا ہی اے آصف یہ کرشمہ ہے
کہ اتنے ظالموں سے میں بدن کیسے بچاتا ہوں
یہ گھٹی ہے میرے مرشد کے فیض عام کی آصف
زخم کھا کے بھی پھر نغے رضا کے ہی سناتا ہوں
حافظ الحدیث، امام العصر، حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ
صاحب نقشبندی قادری قدس سرہ العزیز، اگر میرے میں کچھ ہے جس
کو کمال کہا جائے تو وہ سب ان کے فیض کا ہے۔ اور جو میرے عیب ہیں
وہ میرے ہیں۔ ان کی نگاہِ فیض بار نے ہمیں باطل کے سامنے ڈٹ
جانے کا حوصلہ بخشا۔ اور اسی کی بنیاد پر یہ دعا کے وقت میں دعا کی شکل
میں اپنے رب کے سامنے التجا کر رہا ہوں۔

یا الہی نظرِ رحمت، جانِ رحمت کے طفیل
کٹ گئے ہیں جن کو پائے آشیاں سمجھا گیا
دم بخود ہو گئے سبھی، اُن کو گڑھے میں دیکھ کر
جن کو اپنی عظمتوں کا آسماں سمجھا گیا
وہ ہی کر گئے اہل سنت کے چمن سے ہیر پھیر
مدتوں سے جن کو مخلص باغباں سمجھا گیا
وہ بھی دیکھے گئے مخالف پارٹی سے بغلیں
جن کو اپنوں میں ہمیشہ رازداں سمجھا گیا
گردشِ ایام نے جب نوچے چہروں سے نقاب
وہ ہی تھے دشمن جنہیں تھا مہرباں سمجھا گیا
اور میں نے جیل میں ہی لکھا کہ

عہد جن کا فاضل تھا وہ مُعلق ہو گئے
خاندانی تیغِ زن وقفِ حملق ہو گئے
گردشِ ایام نے جب آزمایا برملا

لفظ خطا کا مفہوم اور استعمال

علامہ مفتی انیس عالم سیوانی، فاضل بغداد لکھنؤ

{انبیاء علیہم السلام کے لیے "لفظ خطا" کا استعمال}

قرآن حکیم میں آیا "وَعَصَىٰ آدَمُ إِلَهَ رَبِّهِ" اور آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی معصیت کی۔ (سورۃ طہ/ ۲۰/ آیت ۱۲۱) حضرت مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اگرچہ اللہ کی عصمت کی پناہ میں ہونے یعنی گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود "لغزش" سے خالی نہیں ہیں، ان کی "اوئی لغزش ہی ان کے رحمۃ عالی کے اعتبار سے گناہ ہے" اور اولیاء اللہ اگرچہ اللہ کی حفاظت میں ہیں یعنی گناہ سے محفوظ ہونے کے باوجود "گناہ صغیرہ سے خالی نہیں ہیں"۔ (مکتوبات دوسری، ص: ۷۷)

اسی میں ہے "اور جناب آدم صغی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے بندے جن کے سر پر عصمت کا تاج، اور جس پر خلافت کی قبا ہزاروں ہزار کرامات و نوازشات سے سرفراز، صرف وہی ایک مناہی جو تم نے سنا ہوگا، "وَلَا تُفَرِّجْ بَاهِذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ" (اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ گنہگاروں میں ہو جاؤ گے) (البقرہ: ۲، آیت: ۳۵)

پر قائم نہ رہ سکے قدم لڑکھڑای گیا (حوالہ سابق) آدم کی اولاد میں کوئی ایسا نہیں ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہو (حوالہ سابق) اور اگر گناہ میں جا کرے تو فوراً اٹھ کھڑا ہو جائے اور مغفرت چاہے جیسا کہ ہمارے باپ آدم اٹھ کھڑے ہوئے اور درخواست کرنے لگے "وَبَنَّا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا" گناہ پر اسرار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ گناہ پر اسرار کفر کا پیش خیمہ ہے۔ (مکتوبات دوسری، ص: ۸۱)

حضرت سیدنا میر عبد الواحد بگرامی جو خود سادات کرام سے ہیں تحریر فرماتے ہیں "حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش گیبوں کے دانے کی وجہ سے واقع ہوئی" (سبع سائل، ص: ۸۱، مطبوعہ رضوی کتاب گھر بمبئی)

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی فرماتے ہیں:

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا، کریہ وزاری میں مشغول ہوئے حتیٰ کہ تمام بدن آپ کا شامت لغزش سے سیاہ ہو گیا۔ (فوائد سعدیہ، ص: ۸۵)

بعض صحابہ کرام بشمول سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ابتدائے اسلام میں رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مقاربت فرمائی (اس وقت یہ بات منع تھی) تو اللہ نے فرمایا "عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ" اللہ نے جانتا تم کو اپنی جانوں کا خیانت میں ڈالتے تھے (البقرہ، آیت نمبر: ۱۸۷)

امام رازی نے فرمایا "ان کا ممکن وہ دار ہے جس میں تمہارے باپ کو لغزش کی وجہ سے نہیں رہنے دیا گیا" (تبیان القرآن، جلد نمبر: ۲، صفحہ: ۹۱۳ از علامہ غلام رسول سعیدی)

"عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ" کے ماتحت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بڑوں کی خطا چھوٹوں کے لیے عطا ہے دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطا جماع ہوا اس کی برکت سے تاقیامت مسلمانوں کو آسانی حاصل ہوئی، تمام دنیا کا ظہور آدم علیہ السلام کی ایک خطا کی برکت سے ہوا۔ (تفسیر نعیمی، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۲۱۷)

بخاری شریف میں ہے "انصار کے نیکو کاروں کو قبول کرو اور لغزش کرنے والوں کو درگزر کرو۔ (نزهۃ القاری، جلد نمبر: ۷، صفحہ نمبر: ۱۶۱، باب مناقب)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: قال تعالیٰ "وَعَصَىٰ آدَمُ إِلَهَ رَبِّهِ" اور آدم نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے "فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا" آدم علیہ السلام بھول گیا، ہم نے اس کا قصد نہ پایا لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ، اسی میں ہے "حسنات الابوار سیئات المقربین" نیکوں کے جو نیک کام ہیں وہ مقربین کے حق میں گناہ ہیں، وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہر گز گناہ نہیں (فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر: ۲۹، صفحہ نمبر: ۴۰۰)

فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر: ۲۹، صفحہ نمبر: ۴۰۱ میں ہے "ذنبک" سے مراد اہل بیت کرام علیہم الرضوان کی لغزشیں ہیں۔

مولانا غلام رسول سعیدی مآلی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”وفیه دلیل علی جواز الخطأ فی الاحکام الجزئیة“ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ آپ (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے احکام جزئیہ میں خطا کا واقعہ ہونا ممکن ہے اور قواعد شرعیہ میں خطا ہونا ممکن نہیں ہے اور علمائے اصول نے تصریح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں خطا پر برقرار نہیں رہتے تھے۔

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اکثر و بیشتر آپ کا اجتہاد افضل و اولیٰ ہی کا ہوتا تھا لیکن بعض اوقات تشریعی حکمتوں کے تقاضے سے آپ کا نظریہ ہر چند کہ فی نفسہ صحیح اور درست ہوتا تھا لیکن آپ کی عالی قدر جناب کے اعتبار سے وہ افضل و اولیٰ نہیں ہوتا تھا اور آپ کی اجتہادی خطا اس سے زائد نہیں ہوتی تھی اور آپ کے اجتہاد میں خطا کا لاحق ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض اوقات آپ کو نسیان لاحق ہوا، نماز میں سہوا ہوا الیٰ آخرہ۔ (شرح صحیح مسلم، ج: سوم، ص: ۲۷۳)

امام غزالی تحریر فرماتے ہیں: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تم اس وقت تک حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم سب لوگوں کو دین خداوندی میں احمق نہ جانو۔

اسی میں ہے حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”ہر شخص اپنے اور اپنے رب کے درمیان والے معاملات میں احمق ہے البتہ بعض بیوقوف دوسرے بعض کے مقابلے میں کمتر ہیں۔“ (احیاء العلوم، ج: ۲/ ترجمہ علامہ صدیق ہزاروی، ص: ۸۷۶)

یہ بھی ہے کہ ”اور تمہیں اس بات کو سچ سمجھنے سے اس لیے اعراض نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی خطا پر روئے تھے۔“ (احیاء العلوم، ج: ۲/ ۱۰۳)

غور کرنے کا مقام ہے کہ تفسیر اور حدیث سے لیکر فتاویٰ اور تصوف کی معتبر کتابوں میں ہمارے اسلاف نے لفظِ خطا، معصیت، لغزش، گناہ، خطا، اجتہادی، ذلت، سہو، نسیان، خلاف اولیٰ کی نسبت حضرت آدم، حضرت داؤد علیہما السلام اور خود ہمارے اور آپ کے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، آج تک کسی صاحب علم نے ان بزرگوں کو گستاخ، نالائق اور لائق نہ فرمایا، نہ کسی نے ان سے توبہ و رجوع کا مطالبہ ہی کیا اور نہ ہی

کسی نے یہ کہا کہ ان مفسرین، محدثین اور صوفیاء سے ان الفاظ کے استعمال میں چوک ہوگئی ہے، لہذا ہم ان کی خطاؤں کی پیروی نہیں کریں گے۔ اب ایسی صورت میں اہل علم کی بارگاہ میں چند معروضات

۱۔ کیا ہر خطا گناہ اور قابل عقاب و سزا ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ کی مخلوق میں انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی کسی کا مرتبہ بلند ہے۔

۳۔ صحابہ یا اہل بیت علیہم الرضوان اجمعین کو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غلامی و قربت کے سبب محترم مانتے ہیں یا مستقلاً۔

۴۔ کیا اہل بیت یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارفع ہے۔

۵۔ جو الفاظ انبیاء علیہم السلام کے لئے گستاخی نہیں وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا کسی غیر نبی کے لیے گستاخی کیسے؟

۶۔ اہل بیت کرام کا احترام بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و احترام ہے، ان کے حقوق مسلمانوں پر بیشمار جس کا احاطہ ممکن نہیں، لیکن حضرت آدم و داؤد علیہما السلام اور خود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حق مسلمانوں پر ہے یا نہیں؟

اگر ہے تو یہ امتیاز کیوں؟ کہ ایک ہی لفظ انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال ہو تو کانوں کا خبر نہ ہو اور غیر نبی کے لیے استعمال ہو تو توبہ و رجوع کا مطالبہ، بایکاث کی تحریک، پھانسی دیے جانے کی مانگ۔

اور قائل کو سیدہ کائنات کا دشمن، باغی اور گستاخ قرار دیا جائے۔

مانا کہ دنیا میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا منصف نہیں، مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا قاضی نہیں، لیکن کلمہ پڑھنے والوں کو کیا اتنی بھی سمجھ نہیں کہ دن کے اجالے میں سرعام انصاف کو سولی پہ لٹکایا جا رہا ہے۔ اہل بیت علیہم الرضوان اور بزرگان دین کی جنگ لڑنے والے ہی کو باغی اور گستاخ قرار دیا جا رہا ہے۔

اس کا مطلب ہوا کہ سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دینے والے حق ہیں۔ وہ رافضی جو قرآن میں کمی و زیادتی کا برملا اعلان کرتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ وہ تبرائی بے ادب جو وحی الہی کے پہچاننے میں

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطی مانتے ہیں وہ سچے ہیں؟

وہ جماعت جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر (معاذ اللہ) لعنت بھیجتی ہے، ان کو غاصب و ظالم کہتی ہے، وہ سچے ایمان والے ہیں۔ معاذ اللہ رب الغلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ افسوس صد افسوس!

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مانا کہ آج انصاف مانگنے والوں کو انصاف نہ ملے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روئے زمین سے انصاف اور عقل و دیانت کا خاتمہ ہو چکا ہو۔ لیکن کیا اللہ کے ہاں انصاف نہ ہوگا؟ ضرور وہاں انصاف ہوگا۔ وہاں نہ کوئی گٹھ جوڑ کام آئے گا، نہ کوئی اتحاد، نہ حکومتی پاور۔ وہاں صرف اور صرف حق کا بول بالا ہوگا، ظالموں اور حق چھپانے والوں کے منہ میں آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ وہاں سچ ہی سچ ہوگا۔

حیرت ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کا نام لیکر کس طرح ایک عالم دین کو رسوا کرنے کی سازش رچی جا رہی ہے۔ کیا اب بھی ہمارے سنی روافض کی گھیرا بندیوں سے باہر نہیں آئیں گے؟ حضرت سیدنا مخدوم شرف الدین بیگی منیری، حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی، حضرت سید میر عبد الواحد بکرامی، بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی صاحب فواتح الرحموت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، پیر کامل حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی، کیا ان بزرگوں سے زیادہ علم اور تقویٰ والے لوگ آج پیدا ہو گئے ہیں؟ کیا ان بزرگوں کو نہیں معلوم تھا کہ تعظیم کیا ہے اور توہین کیا ہے؟

میری گزارش ہے کہ سب سے پہلے اہل علم ڈاکٹر جلالی صاحب کی اس تقریر کو سنیں، اس کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں، اعتراض کے بعد جو وضاحتیں انہوں نے کیں اور جو دلائل پیش کیے ان کو سامنے رکھیں، پھر انصاف کریں۔ ہرگز ہرگز کسی دوسرے کے مضمون پر بلا پڑھے دستخط نہ کریں، اس لئے کہ بہت سے چالاک مولوی اپنا مقصد حل کرنے کے لیے بڑے اور نامور لوگوں کا نام نہایت چالاکी سے استعمال کر لیتے ہیں،

ہندوستان میں بھی مشائخ کو بھٹکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ حضرات جو مسلک اعلیٰ حضرت کے اندرونی طور پر مخالف ہیں وہ ڈاکٹر جلالی کی مخالفت کے لئے بزرگوں کا نام استعمال کر رہے ہیں، حالانکہ انہیں نہیں معلوم ہے کہ جس لفظ خطا کو لے کر کے ڈاکٹر جلالی کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے، اس لفظ خطا کا استعمال ہمارے مسلم الثبوت بزرگوں نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے لئے اپنی تصنیفات عالیہ میں جا بجا کیا ہے۔

..... کیا یہ نہیں معلوم کہ ڈاکٹر طاہر القادری ایک منافق صفت شخص ہے؟
..... یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ ہے۔
..... جس کا ڈاکٹر جلالی مستقل رد کرتے رہے ہیں۔
..... کیا یہ بات ڈھکی چھپی ہے کہ روافض اور وہابیہ کے خلاف ڈاکٹر جلالی پوری شدت کے ساتھ رد و ابطال کرتے رہے ہیں؟

..... کیا اس بات کا علم آپ حضرات کو نہیں کہ مولانا سعید اسعد چند ہفتوں پہلے تک اپنے بیانون میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کے بعد نبوت ملی، جس پر ڈاکٹر جلالی نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور ناطقہ بند کر دیا۔

..... کیا اس سے بے خبر ہیں کہ مولانا جمال الدین بغدادی کی بے احتیاطیوں پر ڈاکٹر موصوف نے بروقت تنقیدیں کیں۔
..... کیا یہ کوئی چھپی ہوئی بات ہے کہ تحریک لبیک کو لے کر بانی تحریک ڈاکٹر جلالی اور مولانا خادم حسین رضوی کے مابین کیا کیا ہو چکا ہے۔

..... مزارات اولیاء پر جو غیر شرعی حرکتیں نام کے سید اور پیر فقیر اور مجاورین کر رہے ہیں، کھلم کھلا شریعت کا مذاق اڑا رہے ہیں، ان یہودہ حرکات کے مرتکبین کو کس نے آڑے ہاتھوں لیا؟

اب ایسے لوگ اگر متحد ہو کر ایک حق گو عالم دین کو رسوا کرنے کی کوشش کریں، اس کے خلاف پروپیگنڈہ کریں، پھر ایسے لوگوں کے ساتھ ذمہ دار حضرات کھڑے ہوں تو اسے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت نہیں، بلکہ اپنے مخالف سے عناد کہا جائے گا۔ آخر کیوں نہیں تمام

میں ۵۱ مرتبہ لفظ خطا نبی بلکہ افضل الانبیاء کے لیے استعمال کیا پھر بھی سنا تا۔

حضرت علامہ مولانا طیب صاحب کی تفسیر برہان القرآن میں وہی جملہ موجود ہے جس کا الزام ڈاکٹر جلالی پر ہے آخر برہان القرآن کے مصنف سے رجوع کا کیوں نہیں مطالبہ ہوا اور ابھی بھی نہیں ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر جلالی نے صاحب فواتح الرحموت ملا عبد العلیٰ فرنگی محلی کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا جواب تحریک رجوع کے قائلین نے کیوں نہیں دیا؟

بلکہ سچ یہ ہے کہ ڈاکٹر جلالی نے اپنے اوپر لگے الزام کے جواب میں فواتح الرحموت، تفسیر خزائن العرفان، تفسیر برہان القرآن، تفسیر مابین سنی و شیعہ وغیرہ سے جو دلائل پیش کیے، اس پر توجہ نہ دینا کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ڈاکٹر جلالی کے مخالفین جو شور ہنگامہ برپا کیے ہیں وہ ذاتی عناد و خصامت اور لاعلمی پر موقوف ہے اور کوئی خانقاہی عظمت کے بہانے، کوئی سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہانے، کوئی نام و نسب کے حیلے بہانے سے رافضیوں کے موقف کی جانے انجانے میں تائید و حمایت کر رہا ہے۔

معتزین نے سوائے رونے دھونے اور سیدہ فاطمہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کی حدیثیں پیش کرنے کے یہ جواب نہیں دیا کہ جس لفظ خطا و ذنب کا استعمال نبیوں کے لیے گستاخی نہیں، وہ سیدہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے کیے گستاخی بن گیا؟

..... تحریک رجوع کے قائلین کیا یہ بتائیں گے کہ اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی افضلیت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے؟

..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل ہیں یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ؟

..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغ فدک نہ دینا صحیح تھا یا غلط؟

..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب باغ فدک نہ دیا تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوئیں یا نہیں؟

..... اگر ناراض ہوئیں اور جتنے دنوں تک ناراض رہیں اس بابت آپ کیا حکم لگائیں گے؟

حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے دیکھا

معتزین نے مل بیٹھ کر ان معروضات کا جواب دیا جسے پیر سید تبسم شاہ قادری نے حضرت پیر سید مر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب سے پیش کیا؟

کیا وجہ ہے کہ جب مولانا مفتی اشرف القادری نے مولانا جلالی کے خلاف بیان دیتے ہوئے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں وہی الفاظ کہے جو ڈاکٹر جلالی نے کہے تھے، پھر ان سے توبہ و رجوع کا مطالبہ آپ میں سے کسی نے کیوں نہیں کیا؟ ڈاکٹر طاہر القادری نے جب تمام دھرموں کے لوگوں کے ساتھ پروگرام کیا اور ہر دھرم کے لوگوں نے اپنے اپنے مذہبی کلمات پڑھے اور سب نے ساتھ دیا اس کفری عمل کے خلاف اتحاد کیوں نہیں ہوا؟ پاکستان کی سر زمین پر مسٹر طاہر القادری نے منہاج القرآن مسجد کے اندر یہود و نصاریٰ کو بلایا بلکہ یہ کہا کہ ہماری مسجد کے دروازے یہود و نصاریٰ کے لیے ہمیشہ کھلے رہیں گے، اس کے خلاف کوئی متحدہ آواز کیوں نہیں بلند ہوئی؟

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی تصنیف شرح صحیح مسلم میں ”لفظ ذنب“ کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی، اسے اپنی تحقیق قرار دیا اور کہا کہ یہی حق و صواب ہے۔

اسی شرح صحیح مسلم کی تیسری جلد میں انہوں نے صاف صاف لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہادی خطا کا ہونا ممکن ہے بلکہ چند سطور میں پانچ بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ خطا کا استعمال انہوں نے کیا۔ ان کے خلاف کوئی آواز نہیں بلند ہوئی، کوئی پابندی نہیں لگی، کوئی ایف آئی آر نہیں کئی، کوئی تحریک نہیں چھیڑی گئی؟ شاید اس لیے کہ معاملہ جانِ ایمان، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا اور ردِ افضل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تعظیم سے کوئی فرق نہیں پڑتا، رافضیوں نے اسے توہین نہ سمجھا تو ہمارے بڑے بڑے سنی پیروں، فقہروں اور سادات کرام نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہادی خطا کے استعمال پر کوئی تڑک بھڑک نہ دکھائی، جلالی صاحب نے دو بار لفظ خطا حضرت سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے استعمال کیا وہ بھی بطور تعریف اور جواب کے، تو آپ سب نے ہنگامہ برپا کر دیا جبکہ سعیدی صاحب نے ۵۱/۶ لائنوں کی عبارت

اسی مسئلہ کو علامہ عبدالعلی فرنگی محلی نے مقام بحث میں اجتہادی خطا لکھا ہے۔

اللہ کرے ہمارے علماء مشائخ اور سادات اپنوں اور بیگانوں کے فرق کو سمجھیں، بعض لوگ اتنے جذباتی کہ مباہلہ کا چیلنج فرمائیے، ان سے عرض ہے کہ آگ میں کودنے کے بعد کون بچے گا یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن چیلنج کرنے والوں کو اتنا یقین ہے کہ انہیں تو آگ جلانے کی نہیں! اس لیے میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر جلالی تو مناظرہ یا مباہلہ کریں نہ کریں، تحریک رجوع والے اور بالخصوص دعوت مباہلہ والے جلتے ہوئے چولہے پر بیٹھ کر دکھادیں لوگ خود ہی آپ کی حقانیت کا ڈنکا پیٹنے لگیں گے۔

میں اپنی گفتگو شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی کے ایک اقتباس پر ختم کر رہا ہوں امید کہ ہنگامہ برپا کرنے والے غور کریں اور آپ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کے اجتہاد میں خطا کا لاحق ہونا ایسے ہی ہے جیسا کہ بعض اوقات آپ کو نسیان لاحق ہوا، نماز میں سہو ہوا، آپ پر جادو کا اثر ہوا اور مرض لاحق ہوا، اللہ تعالیٰ ان عوارض بشریہ کو طاری کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ یہ عوارض نبوت کے منافی نہیں ہیں اور آپ اپنے تمام کمالات کے باوجود بہر حال اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور خدا نہیں ہیں، جو خطا، سہو، نسیان اور امراض سے پاک اور منزہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم، جلد: ثالث، صفحہ: ۲۷۳/۲۷۴)

اب وہ تمام لوگ جو اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لے کر مولانا جلالی پر ٹوٹ پڑے ہیں اور ان پہ طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں، آخر مولانا سعیدی کی اس عبارت پہ کیوں خاموش ہیں؟ کیا وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتے ہیں؟

نوٹ: اگر ہمارے اکابر کو اس موقف کے کسی جزء پر اعتراض ہوگا تو بندہ حقیر بسر و چشم اس قابل اعتراض جزء سے رجوع کریگا۔

انیس عالم سیوانی

۱۴ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

مطابق ۹ جولائی ۲۰۲۰ء

کر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں، دریافت فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کچھ بات ہوگئی اس لیے ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضور ﷺ تلاش میں نکلے تو دیکھا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرش پہ لیٹے ہوئے ہیں، جسم مبارک پر مٹی لگی ہے، حضور ﷺ دست کرم سے جھاڑتے اور فرماتے اے ابوتراب۔ اب بتائیے؟ سیدہ فاطمہ اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کہانی ہوئی ناراض ہو کر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے۔ اب کس پر الزام رکھیں گے؟

”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ“ کا مطلب اگر یہ ہے کہ اہل بیت سے کسی قسم کے سہو نسیان اور خطا اجتہادی کا وقوع محال تھا تو پھر اللہ نے قرآن میں ”أَنذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ“ کیوں فرمایا اور حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ کیوں فرمایا ”لَا تَتَكَلَّمِي أَنِي بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ اَعْمَلِي اَعْمَلِي اَعْمَلِي“ سب سنا بل شریف میں حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں ”پس یہ خطاب ان سادات پر کہ نہ صلیبی فرزند ہیں اور حقیقی بدرجہ اعلیٰ وارد ہے، اور ہاں! دیکھو تو یہ تو حضور ﷺ سب سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”اس پر مت اتراؤ کہ ہم رسول خدا ﷺ کے فرزند ہیں، عمل کرو، عمل کرو، عمل کرو۔“ (سب سنا بل، ص: ۷۸) اسی سب سنا بل میں ہے ”اور وہ جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ”آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو ہمارے گروہ کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرے گی حالانکہ وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہوگی، ان کا ایک بد لقب ہوگا، لوگ انہیں رافضی کہیں گے، پس جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کر ڈالنا اس لیے کہ وہ مشرک ہیں“ (سب سنا بل شریف، ص: ۸۶) قتل و قاتل کی کون بات کرے، انہیں بد لقب لوگوں کے زرخے میں بہت سے پیر، فقیر بابا اور نام کے سید بھی ہیں۔

صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے افراد کی بعض عمومی فضیلتیں اور بعض مخصوص فضیلتیں وارد ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ غیر نبی اور نبی کا فرق ختم ہو گیا، انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بشر میں کوئی بھی معصوم نہیں، یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

محفوظیت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

(قسط دوم)

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی نذیر احمد سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

زمانہ خلافت میں ان اموال کو بطور میراث تقسیم نہیں کیا ورنہ صاحب حق کی طرف سے جب تقاضا بھی ہو چکا تھا اور وہ حق بعد میں ان کی اولاد کا ہو چکا تھا تو امیر المومنین پر لازم تھا کہ صاحب حق کو حق دیں، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیا گیا، اس سے ثابت ہوا کہ حق تھا ہی نہیں۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث نہ ہونے پر اجماع اہل سنت ہے اور یہ مسئلہ مذہب اہل سنت اور مذہب شیعہ اور روافض کے درمیان فاصل اور فارق ہے کیونکہ شیعہ اور روافض کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث تھی جو سیدہ پاک کو نہ دے کر ان پر ظلم کیا گیا اور حدیث نبوی: ”لَا نَوَدُّ مَا نَرَاكَ فَهِيَ صَدَقَةٌ“ کے بارے میں شیعہ نے امیر المومنین خلیفہ رسول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس پر افتراء اور بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے یہ روایت خود گھڑی ہے، حالانکہ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نہیں بلکہ اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ایک جماعت نے یہ حدیث مبارک روایت کی ہے۔ ان میں سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل ہیں۔ ان دونوں حضرات نے تصدیق کی ہے ”قَدْ قَالَ ذَلِكَ“ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان مقدس ضرور ارشاد فرمایا ہے۔

اب جس شخص کا مذہب اہل سنت کی حقانیت پر ایمان ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث نہ ہونے پر یقین رکھتا ہے اُس پر فرض ہے کہ اس حکم شرع کے خلاف اور متضاد نظریہ اور قول و فعل کو خطا اور غیر صواب جانے۔ اس لیے کہ اسے خطا اور غیر صواب نہ جاننے کی صورت میں اس شخص کا اس حکم شرع پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا، جیسا کہ ایمان کی تعریف ہی سے واضح ہے۔ اس لیے سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطالبہ فدک کو خطا اور غیر صواب قرار دینے پر سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کرنے، یا مزید غلو کرتے ہوئے، کفر کرنے کا حکم لگانے والے لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ احکام شرع کا احترام کر کے عقیدہ اہل سنت پر رہنا ہے یا خواہش نفس کی پیروی کرنے کا نام اتباع شریعت اور سنیت رکھنا ہے؟ اللہم اهدنا الصراط المستقیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کے بھی تقاضے ہیں اُن کو ملحوظ رکھتے ہوئے بتایا جائے کہ مسئلہ فدک میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجتہادی خطا سرزد ہونے کا بیان کرنے کے ساتھ ہی اس فاضل نے آپ کی عظمت اور شانِ اخلاص بیان کی ہے یا بڑی بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ کیا مطالبہ فدک میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطا پر ہونا، اجتہادی خطا ہے یا خطا بمعنی گناہ ہے؟ جبکہ غلطی اور خطا بمعنی گناہ سے محفوظ ہونے کی تصریح بھی اس فاضل نے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند فرماتا ہے۔ دھاندلی اور مکاری کی اجازت کسی کو نہیں ہے۔ کلام کے سیاق و سباق اور قرآنِ حالیہ و مقالہ کے ساتھ لفظ مشترک کے معنی کی تعیین کی جاتی ہے نہ کہ اپنی طرف سے ایک معنی صاحب کلام پر تھوپ دیا جائے اور پھر اس پر گستاخی کرنے کا فتویٰ لگا دیا جائے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

میراث نبوی اور مطالبہ میراث میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا موقف اور مطالبہ از روئے شرع خطا ہونا یعنی صواب اور درست نہ ہونا، اہل سنت کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔

مقتدایانِ اہل سنت حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم و حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک یہ موقف اور مطالبہ صواب اور درست نہیں تھا، ویسے ہی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی خطا تھا۔ اسی لیے ان دونوں حضرات نے بھی اپنے

دھکیل کر اس کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ تم نے کہا: سیدہ جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں۔ ہم نے کہا: جو ”خطا پر تھیں“ کہے اُس نے کفر کیا: جواب: اقول: لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ سراسر دھاندلی اور غلط بیانی اور شریعت مطہرہ پر افتراء اور بہتان عظیم ہے۔ راقم الحروف اس سے قبل اس مسئلہ پر جو لکھ چکا ہے ایسے شبہات و اہیہ کے ازالہ کے لیے وہ کافی دوانی ہے تاہم مزید اتمام حجت کے لیے مسئلہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق:

کلام مذکور میں پہلا دعویٰ یہ ہے کہ ”خطائے اجتہادی ہے ہی نہیں دھکیل کر اس کی طرف لے جایا جاتا ہے۔“ اس سے قائل کی مراد یہ ہو کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی مسئلہ میں بھی خطائے اجتہادی ہے ہی نہیں۔ یا مقصود یہ ہو کہ مطالبہ فدک میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطائے اجتہادی ہے ہی نہیں

یہ دونوں نظریے اور عقیدے قطعاً اسلام اور ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہیں اس لیے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطالبہ میراث نبوی کو از روئے شرع خطا اور غیر صواب تسلیم نہ کرنا احادیث نبویہ اور اُن سے ثابت شدہ حکم شرعی قطعی (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی میراث نہ ہونے) کو خطا قرار دینے کے مترادف ہے۔

کیونکہ یہ حکم شرعی قطعی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطالبہ میراث نبوی دونوں متضاد ہیں، اس لیے دونوں کا از روئے شرع حق و صواب ہونا شرعاً و عقلاً ناممکن اور محال ہے۔ اور اس حکم شرعی قطعی کو خطا جاننا بالیقین رافضیت ہے۔

لہذا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ خطائے اجتہادی ہے جو گناہ اور معصیت نہیں ہے اس لیے یہ دعویٰ حقائق و واقعہ کا دانستہ انکار اور حکم شرعی قطعی کے خلاف عقیدہ اور نظریہ ہے جو بلاشبہ محض گمراہی ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جاری ہے.....

اس قدر وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی شخص مسئلہ میراث نبوی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے موقف اور مطالبہ فدک کو خطا اور غیر صواب نہیں جانتا تو پھر کیا اُس شخص کے نزدیک احادیث نبویہ اور وہ حکم شرع جو قطعاً اسلام اور ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے وہ خطا ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔ کیونکہ یہ دونوں امور متضاد اور متناقض ہیں، ان میں سے ایک کو خطا اور غیر صواب تسلیم کرنا ضروری ہے۔

اب اگر کسی شخص کے نزدیک سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احترام، اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات اور شریعت مطہرہ سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی موقف یا قول و فعل حکم شرع اور احادیث نبویہ کے خلاف بھی ہو اور اس سے وہ رجوع بھی کر چکی ہوں پھر بھی اسے خطا اور غیر صواب جاننا یا خطا کہنا سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت بڑی گستاخی شمار ہوگی بلکہ کفر ہوگا۔

پھر کیا اُس شخص کے نزدیک یہ حکم شرع اور احادیث نبویہ خطا قرار پائیں گی؟ نعوذ باللہ من ذلک ثم نعوذ باللہ من ذلک۔

یا دونوں میں سے کوئی بھی خطا اور غیر صواب نہیں ہے نہ حکم شرع خطا ہے اور نہ ہی سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موقف اور مطالبہ میراث خطا ہے؟ تو گزارش یہ ہے کیا یہ اسلام اور سنت ہے یا گمراہی اور بدعت ہے؟ کیا کوئی صاحب علم بقائمی ہوش و حواس یہ موقف اختیار کر سکتا ہے کہ سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حکم شرع کے خلاف اور متضاد موقف اور مطالبہ فدک بھی از روئے شرع حکم شرع کی طرح حق و صواب ہی تھا خطا اور غیر صواب ہرگز نہیں تھا؟

اور ”خطا پر تھیں“ کا معنی ”خطا پر تھیں“ بتانا صحیح نہیں ہے۔ ”خطا پر تھیں“ کا مطلب ہم نے بیان کر دیا ہے جبکہ ”خطا پر تھیں“ کا معنی ہے: گنہگار، قصور وار، مجرم (فیروز اللغات) اور اجتہادی خطا کوئی گناہ اور جرم نہیں ہے۔ لہذا یہ ترجمہ سراسر غلط بیانی اور بہتان ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

شبہ: بعض لوگوں نے کہا ہے: خطائے اجتہادی ہے ہی نہیں

شرعی طور پر مرتکب معصیت ثابت نہیں کیا جاتا تو اس شخص سے لاتعلقی کو جائز کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اور اگر وہ شخص صحیح العقیدہ عالم دین ہو کہ جس کی تقاریر باطل کے ایوانوں میں زلزلہ پیا کریں، ایسے محسن کے خلاف کے محض الزام اور پروپیگنڈے کی وجہ سے لاتعلقی کو جائز کہنا اہل سنت و جماعت سے غداری کے مترادف ہے۔

آپ نے ”آدم برسر مطلب“ کی سُرخ لگا کر لکھا کہ ”ترک منکرات کی نیت سے اصلاحاً، تا دینا سے ترک تعلق جائز بلکہ مستحب بلکہ بعض صورتوں میں واجب اور مجبوث عنہا مسئلہ میں بھی لاتعلقی کا شرعی حکم انہی اقسام سے ہے جسے دلائل کے ساتھ بیان کیا جائے گا مگر مجبوث عنہا مسئلہ پر دلائل کے ساتھ لاتعلقی کے حکم کو دلائل سے بیان کرنا تو کجا آپ ایک دلیل بھی لاتعلقی کے جائز ہونے پر قائم نہ کر سکے اور انشاء اللہ آخری سانس تک ایسا نہ کر سکیں گے۔ کیوں کہ ڈاکٹر جلالی صاحب کے ساتھ لاتعلقی کا شرعاً جائز ہونا تب لازم آتا جب ان کا مرتکب معصیت ہونا ثابت ہوتا اور جب مرتکب معصیت ہونا سوائے الزام کے کچھ نہیں تو ان سے لاتعلقی کو کیسے جائز مانا جاسکتا ہے۔

”اذافات الشرط فاف المشرط“

”ہاتوا برہنکم ان کنتم صادقین“

(2) آپ نے لکھا کہ ”بعض علماء کی طرف سے حیرت و استجاب کا اظہار ہوا، ان کی حیرانگی سے یہ تاثر لیا گیا کہ مذکورہ شخص سے ترک تعلق کرنا شرعاً جائز ہے“ تو جواباً عرض ہے کہ فقط بعض علماء کی طرف سے حیرت و استجاب کے اظہار کی وجہ سے ڈاکٹر جلالی صاحب سے ترک تعلق کو شرعاً ناجائز نہیں کہا گیا بلکہ احادیث مبارکہ اور کتب فقہ و فتاویٰ کی نصوص اور واضح تصریحات بلا عذر قطع تعلق سے بچنے اور قطع تعلق کے مرتکب ہونے کی وعیدات کے باب میں موجود ہیں اور مجبوث عنہا مسئلہ بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے کہ جب ڈاکٹر جلالی صاحب پر شرعی معصیت کو ثابت نہ کیا جاسکا تو ان سے قطع تعلق کیوں کر جائز ہوگی؟ اور رہا مسئلہ حیرت و استجاب کرنے والوں کا تو وہ تو

جہالت یا دھوکہ؟

مولانا محمد رشید حسین رضوی راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے
راولپنڈی کے ایک بڑے ادارے کے بڑے حضرت
صاحب کے چھوٹے صاحبزادہ صاحب کی جانب منسوب ایک تحریر
بے عنوان ”ارتکاب معصیت پر ترک تعلق کی شرعی حیثیت“ نظر سے
گزری۔ مذکورہ تحریر کنز العلماء، بحر العلوم، محدث لاہوری، شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید شرفہ کے خلاف اغیار کی ریشہ دوانیوں
اور بعض اپنوں کے دانستہ وغیرہ پروپیگنڈوں کے تناظر میں اہلسنت
کے ہی کچھ غیر ذمہ دار، غیر سنجیدہ اور غیر محتاط افراد کی جانب سے قبلہ
ڈاکٹر جلالی صاحب سے اظہار لاتعلقی کے اعلانات کو تحفظ فراہم کرنے
اور اظہار لاتعلقی کو شرعی ثبوت فراہم کرنے کی ناکام کوشش ہے۔ مذکورہ
تحریر پر اصولی مواخذات پیش کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت
کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ارتکاب معصیت پر ترک تعلق کی شرعی
حیثیت جو صاحبزادہ صاحب نے بیان کی ہے، مجھے اس سے اتفاق اور
اکابر کا بھی یہی موقف ہے اور کتب فقہ و فتاویٰ سے جو تصریحات پیش کی
گئیں ہیں، وہ سب بھی صدق دل سے قبول مگر محل کے مطابق نہیں۔

(1) جناب والا ڈاکٹر جلالی صاحب کے الفاظ پر معصیت
کے اطلاق کا ثبوت تو فراہم کریں پھر معصیت کا درجہ متعین کریں پھر حکم
صادر فرمائیں اور نفس مسئلہ (خطائے اجتہادی کی نسبت حضرت خاتون
جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب کرنا تو بین اور گستاخی پر دلالت) پر
بطور ثبوت کتب فقہ و فتاویٰ کی تصریحات پیش کریں یعنی پہلے ڈاکٹر
صاحب کا مرتکب معصیت ہونا تو ثابت کریں۔ کہ جب تک کسی شخص کو

اعلائے کلمۃ الحق سے رجوع کر چکے اور وضاحت کے نام سے وضاحت پیش کر چکے۔۔۔ لہذا آپ کو اس پر مزید وضاحت کی قطعاً حاجت نہیں۔

(3) آپ نے اپنی تحریر کے آغاز میں لکھا کہ ”تاریخ اسلام کا پہلا فرد جس نے تقریباً چودہ سو دس سال بعد گیارہ سن ہجری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے احداث فی الدین (بدعتِ سیدہ) کا ارتکاب کیا“ یعنی آپ یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب جو خطا اجتہادی کی نسبت (اور وہ بھی ”سریع الزوال“ اور پھر وہ بھی صرف آن واحد کے لئے نہ اس سے ایک سیکنڈ پہلے اور نہ ہی بعد یعنی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فدک کا مطالبہ کر رہی تھیں) پوری تاریخ اسلام میں صرف اور صرف ڈاکٹر جلالی صاحب نے ہی کی ہے تو یہاں بھی جو باعرض ہے کہ یہ دعویٰ جناب صاحبزادہ طیب نقشبندی صاحب نے بھی کیا تھا مگر جب انہی کی لکھی ہوئی تفسیر (برہان القرآن) سے ان کے اس دعویٰ کا بطلان لازم آیا تو آئیں بائیں شائیں کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کر گئے۔

آپ کے اس دعویٰ کے بطلان پر اللہ کے فضل سے ڈاکٹر صاحب اور آپ کے سینکڑوں تلامذہ اور دیگر متعدد علماء محققین نے دلائل کے انبار لگا رکھے ہیں اور اس دعویٰ کو دلائل و براہین سے بہت پہلے ہی رد کیا جا چکا ہے اور نہ فقط کتب کے حوالے پیش کیے بلکہ درجنوں کتابوں میں سے اکابر کی تصریحات و عبارات کو من و عن نقل کر کے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت سیدتنا کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب خطائے اجتہادی کی نسبت اکابر علماء و محدثین نے کی ہے تو جب وہ اس بنا پر گستاخ نہ ٹھہرے تو ڈاکٹر جلالی صاحب کو گستاخ کیسے ٹھہرا جاسکتا ہے اور کتابوں سے بیگانہ ہو کر زندگی گزارنے والا شخص ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ ڈاکٹر جلالی صاحب تاریخ اسلام میں پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے مسئلہ فدک کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کی۔

مگر موقع کی مناسبت سے آپ کے ہی ممدوح اور آپ کے لیے حجت و سند کا درجہ رکھنے والے کہ جن کی شرع صحیح مسلم کا حوالہ آپ مذکورہ تحریر میں لکھ کر اپنے موضوع کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، جامعہ نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب کہ جنہوں نے یہاں لکھا کہ ”سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطالبہ فدک ناجائز تھا“

اللہ عز و جل کے فضل و کرم سے ہم نے آپ کے ہی ممدوح شیخ غلام رسول سعیدی صاحب کے حوالہ سے آپ کے دعویٰ کو خارج کر دیا۔

”ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین“

لہذا صاحبزادہ صاحب سے گزارش ہے کہ اپنے ممدوح شیخ غلام رسول سعیدی صاحب کی تفسیر تبيان القرآن اور نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری کا مطالعہ فرمائیں، مذکورہ بالا کتب کے مطالعہ کے لیے اور مسائل کو سمجھنے کے لیے شاید آپ کو معاونین کی ضرورت بھی نہیں پڑھے گی۔ چونکہ آپ کے معاونین اپنی مصروفیات کی بنا پر آپ کو مضمون کی تیاری کے لیے زیادہ وقت نہیں دے پاتے، اس لئے اردو کتب کا مطالعہ ہی آپ کے لیے بہتر رہے گا۔

اور شیخ غلام رسول سعیدی صاحب کا حوالہ بطریق مجہول اس لیے دیا کہ جناب صاحبزادہ صاحب خود مطالعہ کی زحمت بھی فرمائیں۔ ضرورت پڑھنے پر جلد، صفحہ نمبر اور من و عن الفاظ بھی پیش کر دیئے جائیں گے۔ نیز مجبوث عنہا مسئلہ پر فقیر کی دو تحریریں بعنوان ”لا تعلق ثرینڈ“ اور ”تجزیہ اور تبصرہ“ کو بھی نظر سے گزاریں۔ اللہ عز و جل نے چاہا تو افاقہ ہوگا۔

اے رضاہر کام کا آگ وقت ہے

دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

والسلام مع الاکرام

مدرسہ حسین رضوی جلالی

خادم تحریک صراطِ مستقیم راولپنڈی

19-07-2020

سوچو! تم کہاں جا رہے ہو؟

تحریر: نثار مصباحی رکن: روشن مستقبل، دہلی۔

"روداداری"، "بھائی چارہ" اور نہ جانے کیسے کیسے دل فریب ناموں پر ہوتی ہے۔ مگر ہر مسلمان جانتا ہے کہ "روداداری" اور "بھائی چارے" کے نام پر مسلمانوں میں شریکہ رسوم اور مشرکین کے تہواروں کو رواج و قبولیت دینے کی کوئی کوشش اہل اسلام کے لیے کسی بھی طور پر قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

عقیدہ توحید اسلام کی اساس ہے۔ اس کے منافی اعمال کسی صورت میں روا نہیں ہو سکتے۔ بالفرض کسی شریکہ قول و فعل کا ارتکاب نہ بھی ہو تو مشرکین کی ان کے شعار اور مخصوص مذہبی تہوار میں عملی موافقت کیا کوئی معمولی بات ہے؟

- فاروق حق و باطل، خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عجمیوں اور مشرکوں کے پہناوے سے بھی پرہیز کا حکم دیتے تھے۔ !!! صحیح مسلم شریف میں ان کا یہ حکم نامہ موجود ہے:

"ایاکم والتنعم وزی اهل الشرک ولبوس الحریر"

لذت اندوزی، *مشرکین کے پہناوے* اور ریشمی لباس سے پرہیز کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، حدیث نمبر: 2069)

"ایاکم وزی الاعاجم" (کتاب الزہد، لہلہ، امام احمد)

عجمیوں کے پہناوے سے پرہیز کرو۔

ایک طرف اس طرح کے واضح ارشادات ہیں جو مسلمانوں کو ایمانی رنگ میں رہنے کی تلقین کرتے ہیں، مگر دوسری طرف کچھ درگاہی مجاور ہیں جو مشرکین کے رنگ میں اس قدر رنگ جاتے ہیں کہ دیکھنے سے پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ کوئی مشرک ہیں یا توحید پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ !!!

- فرعون اور فرعونوں سے نجات کی خوشی میں یہودی عاشورا (دسویں محرم) کے دن تہوار مناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو "نحن أحق بموسیٰ منکم" کہہ کر مسلمانوں کے لیے اس دن (عاشورا) کا ایک الگ تشخص قائم فرمایا۔ نہ یہودیوں کو ان کے تہوار کی مبارک باد دی اور نہ ہی ان کے تہوار میں شرکت روا رکھی، بلکہ مسلمانوں کے لیے روزہ شروع فرمایا اور ایک دن (دسویں تاریخ) کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک مستقل تہذیبی اور دینی تشخص عطا کرتا ہے۔ ایک ایسا تشخص جو انھیں دنیا کی تمام قوموں سے الگ اور ممتاز بناتا ہے۔ ذخیرہ احادیث میں "خالفوا المشرکین"، "خالفوا الیہود"، اور "خالفوا المجوس" وغیرہ احکام اسی اسلامی تشخص و امتیاز کو قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے ہی وارد ہیں۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کے دین و ایمان کو اللہ کا رنگ (صبغۃ اللہ) قرار دیا اور کہا: صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ (سورۃ البقرۃ: 138)

ہم نے اللہ کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیا اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے؟ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم بتا رہا ہے کہ مسلمانوں پر اللہ کا رنگ چڑھ چکا ہے، اور اللہ کے رنگ سے اچھا کسی کا رنگ نہیں، مگر افسوس کہ آج درگاہوں اور خانقاہوں سے وابستہ کچھ لوگ مشرکین کے تہواروں میں سر سے پیر تک مشرکین کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ !!!

((طرفہ یہ کہ علمائے اسلام وسنت جب ان کی خرافات سے انھیں روکتے ہیں تو علماء کی اطاعت کی بجائے یہ لوگ علماء کے ہی دشمن بن جاتے ہیں۔ آج بہت سی درگاہوں پر قابض ظاہری اور باطنی روافض و مجاورین، علمائے اہل سنت کی ایک نہیں سنتے۔ یہ لوگ نہ صوفی "ہیں، نہ بریلوی"، مگر ان کی حرکتوں سے بدنامی تصوف اور یوں (سُنیوں) کی ہوتی ہے۔))

مشرکانہ رسوم اور مشرکین کے تہواروں میں ان لوگوں کی شرکت

کریں۔ تاکہ ہمارے لوگ جو ایسے کاموں میں ملوث ہو کر ذلت دنیا اور ہلاکت عقیبتی خرید رہے ہیں وہ بچ بھی جائیں اور اس کی وجہ سے دنیا بھر میں مزاروں اور سنیوں کی ہونے والی بدنامی بھی رک جائے۔

علماء کی بات تو یہ کہہ کر ٹال دی جاتی ہے کہ علماء اور صوفیہ میں بنی نہیں ہے۔ لیکن خانقاہیں اور درگاہیں تو "صوفیہ" کی ہیں؟ اگر درگاہوں میں اس طرح کے تہوار منائے جا رہے ہیں تو اس سے پوری صوفی برادری بدنام ہو رہی ہے۔ بعض اہل حدیث، وہابی، دیوبندی لوگوں کو دیکھا گیا کہ انہی سب چیزوں کو بنیاد بنا کر عام لوگوں کو سنیوں کے خلاف ورغلا رہے ہیں، اور اہل سنت کے مذہب مہذب کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ حال آں کہ یہ مٹھی بھر لوگ خلیجی ممالک میں شرک کے اڈے اور مندر قائم کیے جانے پر بالکل چپی سادھے ہوئے ہیں اور اراض توحید جزیرۃ العرب میں شرک اور مشرکین کی بڑھتی تعداد دیکھ کر بھی ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ان کا یہ دوہرا رویہ عجیب و غریب ہے۔ خیر، بعض درگاہوں میں درآئی اس خرابی کے ازالے کے لیے بنیادی ذمہ داری خانقاہوں کی ہی ہے کہ وہ اس عمل کے خلاف کھل کر سامنے آئیں، اور اصلاح احوال کریں۔ جب اسلام کی صورت ہی مسخ کی جا رہی ہو تو خانقاہوں کی خاموشی کسی طور پر درست نہیں ہے۔

ہم درگاہوں کے احاطوں میں مشرکین کے تہوار منانے والے مجاوروں سے بھی کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کے جو ارشادات اور طریقے ہم نے ذکر کیے ہیں، کیا وہ تمہارے لیے کافی نہیں؟ غصہ الہی کو دعوت مت دو۔ توحید کے مدعی ہو تو شاہراہ اہل توحید پر چلو۔ اہل شرک کے ساتھ ان کے شرکیہ امور اور مذہبی تہواروں میں شرکت و موافقت تمہیں دنیا میں بھی رسوا کرے گی اور آخرت میں تو تباہی ہی تباہی ہے۔

کیا "لا الہ الا اللہ" کا ذرہ برابر بھی تمہیں پاس دلچاظ نہیں؟ سوچو! تم کہاں جا رہے ہو۔!!!!

#نثار مصباحی

13 اپریل 2021

روزہ رکھنے میں بظاہر جو یہود کی موافقت تھی اسے بھی آخری سال میں تبدیل فرما دیا، اور یہود کی مخالفت کا صریح حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا الْيَهُودَ، صُومُوا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ يَوْمًا بَعْدَهُ."*

"عاشورا کے دن روزہ رکھو، اور یہود کی مخالفت کرو۔ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد (بھی) روزہ رکھو۔"

(مسند امام احمد، حدیث نمبر: 2155)، (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: 2095)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ مگر افسوس! آج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں کا یہ حال ہو چکا ہے کہ "تصوف"، "رواداری"، "بھائی چارہ" اور نہ جانے کیسے کیسے دل فریب نعروں کے ساتھ نہ صرف مبارک بادیں دی جا رہی ہیں، بلکہ ان درگاہوں اور مزاروں میں ہولی، دیوالی، بسنت وغیرہ مشرکین کے تہوار منائے جا رہے ہیں جن درگاہوں اور مزاروں میں آرام فرما بزرگوں نے شریکستان ہند میں توحید الہی کا چراغ روشن فرمایا تھا۔!!

ہماری قوم میں پائے جانے والے کچھ لوگوں کے اس تنزل اور نظریاتی و تہذیبی شکست و ریخت کی وجہ چاہے جو ہو مگر یہ اسلامی غیرت اور دینی وجود کے بالکل منافی ہے۔ اگر یہ سلسلہ باقی رہا یا آگے بڑھا تو یہ کافی نقصان دہ ہوگا۔ اس بھنور سے لوگوں کو نکالنا اور اکثریتی طبقے کے سامنے نظریاتی و فکری شکست بلکہ غلامی سے قوم کو بچانا بے حد ضروری ہے۔

علماء تو ایک عرصے سے اصلاح کے لیے کوشاں ہیں مگر یہ چیزیں رکھنے کا نام نہیں لے رہی ہیں۔ کیوں کہ ایسی خرافات کرنے والوں کے نزدیک نہ علماء کی اہمیت ہے اور نہ ان کی باتوں کی کوئی قدر۔ اور نہ ہی یہ جگہیں طبقہ علماء کے کنٹرول اور تصرف میں ہیں۔ ایسے میں مسلمان، اس ملک کی بڑی اور معروف خانقاہوں اور درگاہوں مثلاً مارہرہ مطہرہ، بریلی شریف، کچھوچھو مقدسہ، اور خاص طور سے چشتی سلسلے کی تمام بڑی خانقاہوں سے امید لگائے ہوئے ہے کہ وہ چشتی سلسلے کی چند درگاہوں کے احاطے میں ہونے والے ان اعمال کے خلاف کھل کر سامنے آئیں، اور "تغییر منکر" کے ساتھ اسلامی تشخص کی حفاظت کا اپنا شرعی فرض ادا

گزشتہ چھ ماہ سے بار بار تکفیری ٹولے کے میدان مناظرہ سے فرار اختیار کرنے کے بعد تحریری مناظرہ کی صورت میں

تحریک رجوع سے دس تاریخی سوالات

مولانا مفتی محمد زاہد محمود نعمانی قادری جلالی فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والالہ ہور

پس منظر:

جو کل تلک قرار پائے تھے تفضیلی
اب انہی سے ہے پیار کیا جانے لگا
جو نہ فکر رضا ہے، نہ ہی فکر مجدد
یہ کیسے اصولوں کا ہے پرچار کیا جانے لگا
اٹھ بریلی سے میرے اچھے رضا اک بار
اک نیا فتنہ ہے بیدار کیا جانے لگا
جن جوانوں کو میسر ہے تندرست عقیدہ
بر ملا ان کو ہے بیمار کیا جانے لگا
جو کر گئے اسلاف خون جگر سے قائم
ان دیواروں کو ہے مسمار کیا جانے لگا
قارئین کرام! تکفیری ٹولہ کے مفتی جمیل صدیقی نے علی پور سیداں شریف
نارووال کانفرنس میں 12 مفتیوں کا تائید شدہ فتویٰ جو کہ موصوف نے
اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تھا جب دیکھ کر نہ پڑھ سکا اور عربی عبات غلط
پڑھتے ہوئے بڑے ہی اعتماد کے ساتھ حروف مشبہ بالفعل کا اسم مجرور
پڑھتے ہوئے ساتھ ساتھ مناظرے کا چیلنج بھی کر دیا کہ اگر کسی کو بھی اس
فتویٰ پر کوئی غارش ہو تو دیوار کے پیچھے بیٹھنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ
سامنے آجائے، دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ جب ہم نے اس
چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مناظرہ کے لیے رابطہ کیا تو موصوف تپکی گلی
سے بھاگتے نظر آئے اور کچھ عرصہ کے لیے منظر عام سے ہی غائب ہو
گئے۔ خیر جلد ہی موصوف کو دوبارہ شوقِ مقبولیت چڑھا اور انعامات و
نوازشات کے لیے اپنی ہی مسجد میں جہاں موصوف چودہ سال سے جمعہ
پڑھا رہے تھے، دورانِ خطبہ پھر مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ جب
مناظرین اہل سنت اس کی مسجد میں پہنچے تو موصوف اس بات کے متقاضی
دیکھائی دیئے کہ میں زاہد محمود قادری کے سوا کسی سے مناظرہ نہیں کروں

گا۔ جمعہ تعالیٰ راقم 16 نومبر 2020ء بروز سوموار کو، تاریخ اور وقت
بتا کے اسی کی مسجد میں مناظرہ کے لیے پہنچ گیا۔ لیکن میرے پہنچنے سے قبل
ہی موصوف فرار ہو کر اپنے آبائی گاؤں کی ایک مسجد میں جا بیٹھے اور وہاں
سے تصویریں وائرل کروائیں کہ جی ہم 3 بجے سے انتظار کر رہے ہیں
جب کہ امام جلالی زید شرف کے مناظرین ابھی تک نہیں پہنچے۔ معاذ اللہ!
اتنا بڑا جھوٹ!! مناظرے کا چیلنج علی پور چٹھہ کے گاؤں درپال چٹھہ کی
مسجد میں کیا جہاں موصوف جمعہ پڑھاتے تھے جبکہ مناظرے کے دن
پناہ جا کر اپنے آبائی گاؤں نین رانجھا میں لی، موصوف کی اس چالاکی
اور اس سفید جھوٹ پہ انعام یہ ملا کہ اس مسجد ہی سے فارغ کر دیا گیا۔
بہر حال موصوف کو پچھلی عمر میں مشہور ہونے کا شوق بار بار ستا رہا تھا۔ پھر
کہنے لگا کہ میں مناظرہ اس سے کروں گا جو امام جلالی زید شرف کا منتخب کردہ
نمائندہ اور ترجمان ہو، جس کے پاس تصدیق شدہ لیٹر ہو۔ حالانکہ ان ایام میں
امام جلالی زید شرف سے ملاقات میں شدید مشکلات درپیش تھیں اور راقم کی بھی
3 ماہ میں صرف ایک ملاقات ہی ہو پائی۔ مگر

یہ بازی عشق کی بازی ہے تم عشق کو کیسے جکڑو گے
کئی لاکھ جلالی بولیں گے تم کتنے جلالی پکڑو گے
ان حالات میں مناظرین سے یہ مطالبہ کرنا میدان مناظرہ سے بھاگنے کا ہی
ایک پیش خیمہ تھا۔ خیر راقم الحروف پر امام جلالی زید شرف نے اعتماد کرتے
ہوئے اتھارٹی لیٹر دے دیا اور مخالف ٹولے کی آخری خواہش کو بھی پورا کر دیا۔
ہم چپ تھے کہ برباد نہ ہو گلستاں کا سکون
ناداں سمجھ بیٹھے کہ ہم میں قوت لکار نہیں

اس کے بعد یہ اعلان سامنے آیا کہ 7 دسمبر 2020ء کو منور شاہ
بخاری امیر تحریک رجوع صوبہ پنجاب کے گھر آکر شرائط طے کی جائیں۔ امام
جلالی کے تلامذہ نے بھی 7 دسمبر سے پہلے اعلان جاری کر دیا کہ اب عرفان شاہ
صاحب بھی اپنے مفتی کو اپنا نمائندہ اور ترجمان مقرر کریں تاکہ بحث نتیجہ خیز ہو

تحریریں، تقریریں اور بیانات میں گالیاں وغیرہ وغیرہ..... سننے کو ملتی رہیں..... جس میں خالصتاً عقیدہ اہل سنت بیان کیا گیا تھا اور جس کی تائید بریلی شریف اور محدث کبیر حفظہ اللہ تعالیٰ تک تمام مراکز اہل سنت کے صحیح العقیدہ مفتیان نے کی۔

عجیب اتفاق یہ کہ جن الفاظ پر تکفیری ٹولہ کفر کا فتویٰ صادر کر رہا ہے، وہی الفاظ اس ٹولے کے سربراہ محمد عرفان شاہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بولے ہیں:

”اس خطا پر حضرت عائشہ صدیقہ روتی تھیں“ [ویڈیو کلپ]
”مگر آپ فرماتی ہیں کہ پھر بھی میں خطا پر تھی“ [ویڈیو کلپ]

مزید یہ کہ مسئلہ فک کو بیان کرتے ہوئے 2017ء میں عرفان شاہ نے ارشاد فرمایا: ”فطرت کے اتحاد کی بنیاد پر لیغفور لک اللہ ما تقدّم من ذنبک وما تأخّر“ اس کی ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ اجزائے نبوت کسی وقت بتقاضائے بشریت اقرب سے قرب کی منزل پر آتے ہیں تو رب فرماتا ہے کہ جب وہ تیرے ہیں تو تیری وجہ سے ان کا تقاضائے بشریت کا شکار ہو جانا بھی معاف کر دیا۔“

1۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ حضرات شخصیت پرست ہیں کہ دین پرست؟ اگر تو صرف شخصیت پرست ہیں تو پھر تو ہماری بات ہی نہیں اور دین کی ترجمانی چھوڑ دیں۔ اور اگر دین پرست ہیں تو سب کے لیے ترازو برابر رکھیں۔ چنانچہ واضح کیا جائے کہ (الف)۔ جناب نے اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے مطلق خطا بولا کہ نہیں؟

(ب)۔ یہ خطا بھی عرف میں بے ادبی کہلاتی ہے کہ صرف امام جلالی کا قول؟

(ج)۔ اس خطا سے بھی فرد کامل ہی مراد ہوگا یا صرف امام جلالی کے قول سے ہی؟

2۔ علمائے کلامیہ کے ہاں اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صدیقہ کبریٰ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے مرتبہ کس کا زیادہ ہے؟

”و للصديقة الرجحان فاعلم
على الزهراء في بعض الخصال“

سکے۔ خیر 7 دسمبر کو منور شاہ صاحب بخاری کے آستانہ عالیہ دُلا نوالہ شریف پر فریقین کے درمیان پہلے مذاکرات ہوئے اور یہ طے پایا کہ تحریک رجوع اور عرفان شاہ صاحب مفتی جمیل کو اپنا نمائندہ و ترجمان مقرر کریں گے تو مناظرہ ہو گا۔ اور یہ مفتی صاحب اتھارٹی لیٹر لینے گئے اور پھر کبھی منظر عام پر نہ آئے۔ لہذا یہ پتا تو ضائع ہو گیا۔

ایک عرصہ بعد 18 جنوری 2021ء کو مفتی چمن زمان کا بیان سامنے آیا اور تفصیلیوں کے گڑھ ظفر علی شاہ (جو کہ عبدالقادر شاہ منج بھاٹوی کا دست راست اور اس کی واردات کا زبردست مؤید اور داعی ہے) کے دامن میں بیٹھ کر پندرہ (15) دن کا وقت دیا اور تفصیلیوں کے گڑھ میں ہی آکر اہل سنت کے موقف کو ثابت کرنے کی دعوت دے دی۔

اگر جا بیٹھنا تھا تم نے اب غیروں کی مجلس میں تو پہلے ہی اکابر کا پتہ تبدیل کر لیتے بہر حال امام جلالی کے تربیت یافتہ تلامذہ مقررہ وقت پر مقررہ جگہ پہنچ گئے جب کہ تلاش بسیار اور اصرار شدید کے باوجود انہوں نے اپنی جگہ ظاہر نہیں کی اور چھپنے میں کامیاب ہو گئے، جس پر دستار پوشی کی صورت میں ان کی کردار پوشی کی گئی۔ اب چونکہ انہوں نے قادیانی جماعت کی طرح ہر محاذ پر اپنے مناظرین کو چھپانے اور فرار کرانے میں عافیت سمجھی تو تاجدار گولڑہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی سنت زندہ کرتے ہوئے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے در کے غلاموں اور کنز العلماء کے تلامذہ نے ایک تحریری سوال نامہ جاری کرنے کا اعلان کیا جس کا جواب یہ تباہ قیامت نہیں دے سکتے۔

بڑا فلک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دیں تو جلالی نام نہیں
اور ہم ہر باطل کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ:
وہ لرزاں ہیں میرے زورِ قلم کی ایک جنبش سے
میں حق پر ہوں، حقیقت ہی لکھوں گا آخری دم تک
بریلی کے امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کا اک سپاہی ہوں
میں ہر باطل عقیدے سے لڑوں گا آخری دم تک

الاسئلة العشرة الكاملة لقطع دابة التفضيلية والرافضة
کچھ عرصہ سے امام جلالی زید شرفہ کے ایک ایسے بیان پر تکفیری ٹولہ کی مسلسل

علم کلام کی کس کتاب کی عبارت ہے اور اس کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ نیز ”بعض الخصال“ سے مشاہیر اہل سنت نے کون سے خصائل مراد لیے ہیں، ان سب حقائق کی بنیاد پر فیصلہ کریں کہ لفظ ”خطا“ صرف امام جلالی بولیں تو گستاخ ہیں یا کوئی اور بھی بولے تو گستاخ ہی کہلائے گا؟ اور یہ لفظ صرف سیدہ طیبہ طاہرہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ہو تو گستاخی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑے مقام و مرتبہ والوں کے لیے بھی گستاخی ہی ہے؟

شخصیت پرستی سے ہٹ کر سب کے لیے تراز و برابر رکھ کر فیصلہ کریں۔

خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

3۔ ”ذنبک“ عرفان شاہ صاحب نے دوسرے بیان میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ذنب کی نسبت کر دی جبکہ امام جلالی کے قول میں فقط خطا کا ذکر کیا گیا جس سے مراد بھی خطائے اجتہادی لی گئی بلکہ وہ بھی پیر سید مرعلی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی روشنی میں روافض کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں عقیدہ معصومیت کا رد کرنے کے لیے کہا گیا۔ اور اگر تھوڑی سی توجہ کی جائے تو امام جلالی کی اپنی پہلی عبارت ہی میں ”لیکن“ کے بعد خطا کو ”اجتہادی“ سے مقید کرنے کے لیے توضیحی الفاظ موجود ہیں اور آپ کا تو یہ نعرہ ہے۔

خطائے اجتہادی میں اگر بوئے گناہ ہوتی تو ہم فی الفور ہی لفظ خطا تبدیل کر لیتے

اب فیصلہ کریں کہ ”ذنب“ کی نسبت کرنا کیا جائز ہے کہ نہیں؟ ”ذنب“ کے کتنے درجے ہیں اور سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے کون سا درجہ مانا جا سکتا ہے؟

واضح رہے کہ عرفان شاہ صاحب نے ”ذنب“ کی نسبت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ”بشریت کے تقاضا کا شکار ہو کر اقرب سے قرب کی منزل پر آتے ہیں۔“

لہذا ثابت کیا جائے کہ اس ”ذنب“ سے درجات میں ترقی ہوئی ہے کہ تنزیل؟ (معاذ اللہ)

اور خطائے اجتہادی کے ثبوت سے درجات میں ترقی ہوتی ہے کہ تنزیل؟ ان تمام حقائق کے پیش نظر ”ذنب“ کے قائل کو گستاخ زہراء رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کا لقب دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ فیصلہ آپ کا!

عرفان شاہ صاحب نے سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بلند مرتبہ و مقام کی مالک حمیدہ حبیبہ خدا صلوات اللہ علیہ و علیہا کی شان میں وہی لفظ مطلق خطا جو تکرار کے ساتھ بول دیا، اس پہ وہ بڑے گستاخ کہلانے کے سزاوار ہوئے کہ نہیں؟

سیدہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں لفظ ”خطا“ جس کی مراد خطائے اجتہادی ہو، جب بے ادبی ٹھہرا تو لفظ ”ذنب“ کی نسبت کرنے والے بڑے گستاخ بنے کہ نہیں؟

یہ عذر امتحان ”عرفان شاہ“ کیا نکل آیا میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اور اگر تکفیری ٹولہ اپنے سربراہ کی گستاخی کی صفائی پیش کرنا چاہتا ہے تو پھر اصولی اور فنی اعتبار سے چند اباحت ضروری ہیں:

3۔ عرفان شاہ صاحب کے قول ”اس خطا پر روتی تھیں“ میں ”مطلق الخطا“ ہے یا پھر ”الخطا المطلق“؟

4۔ ان دونوں میں سے کلی کے حکم میں کون ہے اور جزئی کے حکم میں کون؟ بصورت ثانی (یعنی اگر جزئی کے حکم میں ہے تو) خطا کی تمام جزئیات کا احاطہ کرتے ہوئے کس جزئی کو متعین کریں گے اور کن اسباب کی بنیاد پر؟ اور اگر کلی ہے تو اقسام کلی کا احاطہ کرتے ہوئے ثابت کریں کہ یہ کس کلی کے تحت آئے گا؟ مزید برآں کلی کا اپنا بھی کوئی خارجی وجود ہوتا ہے کہ نہیں؟ بصورت اول مناطقہ کا کیا فیصلہ ہے؟ بصورت ثانی (یعنی کلی کا کوئی خارجی وجود نہیں) تو پھر اس کلی کا اپنے کسی فرد میں تحقق ہونا ضروری ہے۔ لہذا افراد کلی میں سے خطا کا کون سا فرد مراد ہوگا؟ مراد کو متعین کرنے کے لیے قرآن کی کتنی اقسام ہیں اور کیا قرآن سے عرفان شاہ صاحب کی مراد کو خطائے اجتہادی کے ساتھ خاص کرنا کائنات میں صرف عرفان شاہ صاحب کے ساتھ ہی مخصوص ہے یا کسی اور کے کلام کو بھی قرآن سے واضح کیا جاسکتا ہے؟

اور اگر کسی اور کو بھی قرآن سے مراد متعین کرنے کا حق ہے تو فیصلہ کریں کہ امام جلالی اور عرفان شاہ صاحب کے کلام میں سے کس کا کلام محل شان میں ہے؟ امام جلالی کے کلام میں تو متصل جملہ موجود ہے کہ ”لیکن ان کی شان یہ ہے کہ“ جبکہ عرفان شاہ صاحب کا کلام یہ ہے کہ ”وہ اس خطا پر روتی تھیں“۔ کیا رونے کا ذکر کر کے محل شان مراد لیا جاسکتا ہے؟

قضایا و موجبات ذرا بتا دیجیے واضح رہے کہ یہ منطقی اباحت ہم نے اس لیے ذکر کی کہ بحث کا مدار تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبارت ہے۔ اور حضور تاجدار گولڑہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی جب علمی مباحث کی باتیں تو آپ بھی ان قضایا اور منطقی اباحت پر ہی کلام فرماتے تھے۔

جب ایک بد مذہب نے آپ کے سامنے ”اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَنْتُمْ مَيِّتُونَ“ پڑھ کے استدلال فاسد پیش کیا تو آپ نے فوراً پوچھا تھا کہ موجبات میں سے یہ کون سا قضیہ ہے جس پر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے واضح کیا کہ اس بد بخت نے یہ قضیہ ”دائمہ مطلقہ“ بنایا ہوا ہے جبکہ یہ قضیہ ”مطلقہ عامہ“ ہے۔ [مہر منیر، صفحہ: 423]

8۔ اب تاجدار گولڑہ کی زبان میں ہی پیر صاحب کی عبارت کی تشریح پر چند سوالات ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو:

”یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیت تطہیر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہے اور ان سے کسی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔“

یہاں بھی دراصل مخالفین کا ایک قضیہ تھا جسے قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد کیا۔ مخالفین کا کہنا یہ تھا کہ ان سے کسی بھی طرح کی خطا کا صدور ناممکن ہے۔ اسے منطق کی زبان میں بیان کریں تو یوں کہا جائے گا کہ عصمت کا انفکاک محال ہے؟ اب سوال یہ ہے جہاں انفکاک محال ہوا سے کیا کہتے ہیں؟ یہ باتیں شاید تکفیری ٹولے کے بس سے باہر ہوں، اس لیے ہم خود ہی بیان کر دیتے ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی اشکال نظر آئے تو پھر بھی سمجھا دیں گے۔ تو مخالفین کا یہ کہنا کہ خطا کا صدور ناممکن ہے، یہ انفکاک محال والی صورت ہے۔ اور جہاں انفکاک محال ہوا سے ضرور یہ کہتے ہیں۔ گویا مخالفین نے جو قضیہ پیش کیا وہ ضرور یہ مطلقہ ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ عصمت کا انفکاک محال ہے۔ جس کا رد قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: ”آیت تطہیر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہے اور ان سے کسی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔“

لہذا مخالفین کے دعویٰ ضرور یہ مطلقہ کو رد کرتے ہوئے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امکان کا قول فرمایا اور اصحاب مناظرہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ضرور یہ مطلقہ کی نفیض ممکنہ عامہ ہی ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کیا قبلہ پیر صاحب نے ممکنہ عامہ ہی مراد لیا؟

5۔ ان سب حقائق کے باوجود اگر یہ حضرات بعد میں کہ عرفان شاہ صاحب کے کلام میں خطائے اجتہادی ہے تو پھر سوال ہوگا کہ اس جملہ ”اس خطا پر روتی تھیں“ میں لفظ ”خطا“ ”بشرط اشیء“ ہے (شیء سے مراد اجتہاد) یا ”بشرط لاشیء“ ہے یا پھر ”لابشرط اشیء“ ہے۔

مذکورہ بالا احتمالات تلاش میں سے کس کو معین کیا جائے گا اور کن دلائل کی روشنی میں؟ اور جو بھی صورت معین کی جائے اس کا شرعی حکم بھی بیان کیا جائے اور باقی ماندہ کا حکم بھی بیان کیا جائے؟

6۔ ان سب باتوں کا فیصلہ کرنے کے بعد پھر ہمارا سوال ہوگا کہ امام جلالی کے قول میں کون سی صورت مراد لی گئی اور کس بنیاد پر؟ نیز کیا جو اصول امام جلالی کے لیے وضع کیا گیا، وہ اصول تکفیری ٹولے نے کسی اور کے اوپر بھی نافذ کیا ہے کہ نہیں؟

اگر کیا ہے تو نام لے کر شرعی حکم صادر کریں؟ اگر نہیں تو کیا شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، شخصیات کو دیکھ کر یہودیوں کی طرح حکم بدل لیتی ہے یا اس کے فیصلے دائمی ہوتے ہیں؟

اے تکفیری ٹولہ کے پیر و کارو! ہمت ہے تو ایک جیسا فیصلہ کر کے دکھاؤ۔

7۔ عرفان شاہ صاحب کا کلام ”خطا پر روتی تھیں“ میں استمرار ہے کہ نہیں؟ اور خطا کا ثبوت کتنے عرصہ کے لیے مانا گیا؟

جبکہ امام جلالی کے قول میں زمانہ متعین کر کے کہا گیا: ”جب مانگ رہی تھیں۔“ لہذا دونوں کے اقوال میں سے کس کے قول میں خطا کو لمبے عرصے کے لیے ثابت کیا گیا؟

نیز دونوں قضیوں کو موجبات مناطق سے ثابت کیا جائے کہ عرفان شاہ صاحب کا قضیہ کون سا ہے اور امام جلالی کا کون سا؟

یہ بھی واضح کیا جائے کہ موجبات محدود ہیں یا بالاستقراء؟ کس کے قضیے میں وصف عنوانی پر خطا کو محمول کیا گیا اور کس کے قضیے میں عین ذات پر خطا کا حمل کیا گیا؟ نفوس قدسیہ کو ایک مخصوص عمل میں خطائے اجتہادی پر کہنا کیا حکم رکھتا ہے اور کسی ذات کو ہی خطا پر کہنا کہ ”وہ اس خطا پر روتی تھیں“ میں کیا فرق ہے اور کس کے قول میں خطا کی نسبت اشد ہے؟

یہاں اس بحث سے پریشان ہونے کی بجائے علمی قابلیت کا مظاہرہ کر کے جواب دینا تکفیری ٹولے پر لازم ہے۔

دعویٰ بہت ہے علم منطق میں آپ کو

نہیں تو اس کی نفیض ماننا لازم آئے گا ”لامستحالة رفع النقيضين“ دائمہ مطلقہ کی نفیض کے لیے مولوی حمد اللہ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو: ”ودوام ذاتی و هو ما يكون في جميع اوقات الذات و يناقضه سلب ذالك الدوام يلزمه فعلية جانب المخالف في وقت من الاوقات۔“

مزید اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: ”ونقيض الدوام الذاتی وهو الاطلاق العام۔“ [حمد اللہ شرح سلم، صفحہ: 103]

ان عبارات کی روشنی میں منطقہ ہمیشہ ثابت کرتے آئے ہیں کہ دائمہ مطلقہ کی نفیض مطلقہ عامہ ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ جب دائمہ مطلقہ نہیں ہے تو پھر مطلقہ عامہ ہی بنے گا۔ اور مطلقہ عامہ کی تعریف میں واضح ہے کہ اس کا تینوں زمانوں میں سے ایک زمانہ میں ثبوت ضروری ہوتا ہے۔ اور مسئلہ فک نہ حال ہے، نہ مستقبل بلکہ یہ تو ماضی کا قصہ ہے۔ لہذا ایک ہی زمانہ بچے گا جس میں ثبوت لازم ہے۔ اگر اس میں بھی ثبوت نہ مانا جائے تو مطلقہ عامہ باقی ہی نہیں رہتا۔ یہی مراد تھی اس قول کی کہ اس امکان کو وقوع لازم ہے، کیونکہ جب یہ دائمہ مطلقہ نہیں ہے تو یہ مطلقہ عامہ ہی ہے۔ اور مطلقہ عامہ مسئلہ فک میں صرف ماضی سے متعلق ہے تو ثبوت بھی ماضی میں ہی مانا جائے گا۔ تاجدار گولڑہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد بھی یہی ہے۔

اسی کی تائید قبلہ پیر صاحب کی ایک اور عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً تصفیہ کی ایک اور عبارت پیش خدمت ہے۔ جس میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت راشدہ کی بحث میں حضرت سیدنا مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقع کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

”اس حدیث شریف میں سیدنا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا آنحضرت ﷺ کو مناسب جواب نہ دینا ظاہر ہے۔“

پھر چند سطور بعد حدیبیہ کے واقع کو ذکر کر کے لکھتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ نے ہر چند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ الفاظ کاٹ دو مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل نہ کی،..... اس طرح کے واقعات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو لغزشیں ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بخش دیں۔“ [تفسیر مابین سنی و شیعہ، صفحہ: 24]

چنانچہ واضح ہے کہ یہاں پر قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو کاموں پر ”لغزشیں“ کا اطلاق کیا ہے اور واضح رہے کہ یہاں امکان نہیں وقوع ہی ذکر کیا ہے اور ”خطا“ کا لفظ نہیں ہے جس میں

اس سے پہلے تکفیری ٹولہ کا نظریہ بھی واضح رہے، ان کا کہنا ہے کہ خطا کا صدور ممکن تو ہے لیکن کبھی بھی خطا واقع نہیں ہوئی یعنی یہ دائمہ مطلقہ بن گیا۔ اور تکفیری ٹولہ نے اسے دائمہ مطلقہ قرار دیا اور تاجدار گولڑہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے کون سا قضیہ قرار دیا؟ مفتیان گولڑہ کا بیان ہے کہ پیر صاحب صرف امکان کے ہی قائل ہیں اور یہیں بات ختم ہے۔ اگر صرف امکان ہی مانا جائے تو یہ ممکنہ عامہ بن جائے گا جس کا مطلب یہی نکلے گا کہ ”خطا“ کا نہ صادر ہونا ضروری نہیں ہے۔ آگے عام ہے کہ خطا کا صدور ہو یا نہ ہو۔“ جیسا کہ ممکنہ عامہ کی تعریف میں آتا ہے کہ جانب مخالف سے ضرورت کا سلب ہے، جبکہ اس قضیہ ممکنہ کا تعلق عام نہیں بلکہ قضیہ ماضی سے ہے۔ یعنی قضیہ فک، لہذا یہاں پر صرف امکان کفایت نہیں کرتا جیسا کہ دائمہ مطلقہ بھی کفایت نہیں کرتا۔

لطیفہ: روافض نے جب مسئلہ فک میں خطائے اجتہادی کے امکان کی بھی نفی کی تو اسے قضیہ ضروریہ مطلقہ قرار دیا کہ ان سے خطا کا صدور ہی محال ہے۔ تکفیری ٹولہ نے مسئلہ فک میں امکان مان کر وقوع کی نفی کر ڈالی اور اسے دائمہ مطلقہ قرار دیا۔ سادہ لفظوں میں روافض نے کہا کہ مطالبہ فک میں خطائے اجتہادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو غلط قرار دیا۔ جبکہ تکفیری ٹولہ نے بھی روافض کی ہی ترجمانی کی اور کہا کہ خطائے اجتہادی کا صدور ممکن تو تھا لیکن مطالبہ فک میں خطائے اجتہادی کا صدور واقع نہیں۔ اور غیر محسوس انداز سے یہی ثابت کر گئے کہ مطالبہ فک درست تھا۔ چنانچہ ان باتوں سے یہ حضرات بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کو غلط ثابت کر گئے۔ سوال یہ ہے کہ قبلہ پیر صاحب تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر آنے والے اس الزام کی نفی کر رہے ہیں اور ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ درست تھا اور پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو ”صواب“ سے تعبیر کیا۔ اب اہل سنت کے متفقہ قاعدے کے مطابق ”والمصیب واحد“ جب طے ہے تو لامحالہ خطائے اجتہادی کا وقوع دوسری جانب ماننا پڑے گا۔

ان سب حقائق کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روافض کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراض کی دلیل کار کو کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ مخالفین کے قضیہ ضروریہ مطلقہ کا رد دائمہ مطلقہ سے نہیں ہو سکتا۔ لہذا جب یہ دائمہ مطلقہ

پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی بیان فرما دیا ہے کہ:
”اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عنفو و تطہیر الہی میں داخل ہوگی۔“

9- مذکورہ بالا ساری بحث کے بعد ایک سوال یہ بھی ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم الرضوان میں سے کسی کے لیے لفظ ”خطا“ جس سے مراد ”خطائے اجتہادی“ ہو وہی بے ادبی ہے کہ لفظ ”لغزش“ اور ”غلطی“ بھی بے ادبی کہلا سکتا ہے؟

(واضح رہے کہ تکفیری ٹولہ کے مفتی چمن زمان نے اپنی پہلی تحریر ”جان خیر الوری“ میں لفظ ”غلطی“ کو بے ادبی قرار دیا ہے اور پھر اسی بے ادبی پر فتویٰ کفر بھی صادر کیا ہے۔ یعنی اگر کوئی غلطی کے وقوع کا قول کرے تو تکفیری ٹولے کی نظر میں وہ کافر ہو جائے گا۔)

10- خطا کے بے ادبی نہ ہونے کے لیے تکفیری ٹولہ نے جو اجتہادی قید کی شرط رکھی، یہ شرط ”لولاہ لامتنع“ یا پھر ”مصحح لدخول الفاء“ ہے۔ دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے حقیقت حال پر شرعی حکم صادر کیا جائے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں
تلك عشرة كاملة

اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں عقیدہ اہل سنت پر استقامت عطا فرمائی ہے۔ اور ہم برملا یہ اعلان کرتے ہیں:

ذرا یہ نوٹ کر لیں سب روافض بھی خوارج بھی
میں سنی ہوں میں سنی ہی رہوں گا آخری دم تک
جلالی ہوں میں حضرت شاہ جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے دم سے
جلالی تھا جلالی ہی رہوں گا آخری دم تک
کتبہ:

العبد الملتجئ والی اللہ المشتکی
محمد زاهد نعمانی قادری جلالی عفی عنہ

16 فروری 2021ء

3 رجب المرجب 1442ھ

اجتہاد کی تاویل کی جاسکے، بلکہ عین ”لغزش“ کو ہی ذکر کیا اور اس کی نسبت بھی سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بلند رتبہ ذات حضرت سیدنا مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کی۔

یہ عبارت اسی موقف کی تائید تھی جس پر سارا محاذ کھڑا کیا گیا۔ عبارت ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیں:

”یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیت تطہیر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہے اور ان سے کسی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عنفو و تطہیر الہی میں داخل ہوگی۔“

لہذا یہ کہنا کہ قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو صرف امکان لکھا ہے اور وقوع کے قائل نہیں، پیر صاحب کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے۔ اگر ایسا ہوتا (یعنی پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی وقوع کے قائل نہ ہوتے) تو پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ”لغزش“ کا ذکر نہ فرماتے۔

تعبیہ: یہاں کوئی یہ مکر کرنے کی کوشش نہ کرے کہ سیدنا مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تو ”لغزش“ کی نسبت ہو سکتی ہے مگر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ الگ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ”خطائے اجتہادی“ کی نسبت بھی سراسر توہین و بے ادبی اور گمراہی ہے۔ کیونکہ قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک ہی گروہ میں رکھا اور چودہ صدیوں کے علمائے اہل سنت نے بھی اہل بیت علیہم الرضوان کے احکام ایک جیسے ہی بیان کیے ہیں، نہ کہ مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جدا۔ لہذا ایسی بات کرنا سوائے طفلانہ حرکت کے اور کچھ نہیں ہے۔

دم بخود ہو گئے سبھی اُن کو گڑھے میں دیکھ کر
جن کو اپنی عظمتوں کا آسماں سمجھا گیا
وہ ہی کر گئے اہل سنت کے چمن سے ہیر پھیر
مدتوں سے جن کو مخلص باغباں سمجھا گیا
رو پڑے ہیں اہل دل اس سانچے پہ بار بار
کس کے لیے مسلک کو مچھلی کی دکان سمجھا گیا
ان تمام باتوں کے جواب کے لیے اصل عقیدہ اہل سنت پر ہی آنا ہوگا جو کہ قبلہ

(امام جلالی کے تجدیدی کارنامے) (قسط نمبر ۲)

مولانا محمد عمران رضا جلالی آف میلسی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء

والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد

موجودہ صدی جس میں فتنے بارش کے قطروں کی طرح برس رہے ہیں۔ آئے دن نئے نئے انداز میں امت مسلمہ کو ان فتنوں کا سامنا ہے۔ کبھی نجدیت و ناصیت اور قادیانیت کی صورت میں تو کبھی رافضیت و تفضیلیت اور یہودیت و نصرانیت کے روپ میں سادہ لوح عوام کا جو بیڑا غرق کیا گیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

لیکن رب ذوالجلال نے ان فتنوں کی سرکوبی اور نظریات و عقائد اہل سنت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ پر یہ احسان فرمایا کہ اس دور میں کنز العلماء، بحر العلوم، امام التکلمین، جامع المنقول والمعقول، مفکر اسلام، قائد ملت اسلامیہ، سیف الاسلام والمسلمین، علامہ، مفتی، پروفیسر، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی محدث لاہوری (حفظہ اللہ تعالیٰ) جیسا عظیم قائد آزمائش کی ان گھڑیوں میں امت مسلمہ کو عطا فرمایا۔ آپ زید مجاہد نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے اور ان کی بارگاہ سے فیض یاب ہو کر کوئی محاذ دشمن کیلئے خالی نہیں چھوڑا بلکہ ہر محاذ پر کھڑے ہو کر استقامت کے ساتھ باطل کے ایوانوں میں لرزہ برپا کیا۔

یہی جنگ کا اصول بھی ہے اور عشق رسول ﷺ کا تقاضا بھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحمل و بردباری سے معاملات حل کرنے والے ہوں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیبت طاری کرنے والے ہوں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کرنے والے ہوں تو حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تلوار لہرا کر باطل کو جواب دینے والے ہوں، حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن یاد کر کے، تو حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم تفسیر قرآن کر کے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر سے کفر کو جواب دیں، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان یاد کر کے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد کر کے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ فاتحہ کا فارسی میں ترجمہ کر کے، تو کسی نے عبرانی اور سریانی زبانیں سیکھ کر کفر کو منہ توڑ جواب دیا۔ موجودہ دور میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فیض کی برکت سے ان تمام کی خوشبوؤں کے ایک گلدستہ کا نام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی ہے۔ جو ایک ہی وقت میں کئی کئی محاذ پر باطل کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

فہم دین کورس ایک جدید طریقے سے: آپ زید شرفہ ہر سال کی طرح اس سال (۲۰۲۱ء میں) بھی رمضان المبارک کی پر نور گھڑیوں میں ۲۸ واں سالانہ فہم دین کورس کے نام سے پروگرام کر رہے ہیں جو کہ روزانہ بعد از نماز تراویح تقریباً رات ۱۲ بجے شاہ جلال ریسرچ سنٹر سے لائیو یوٹیوب پر چلایا جاتا ہے۔

تحریکوں کی بنیاد: آپ زید مجاہد نے باطل کو روندنے کیلئے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے کئی تحریکوں کی بنیاد رکھی۔ اور پھر بھرپور انداز میں اس تحریک کو عروج تک پہنچایا۔ حالات کی تیز آندھیاں بھی چلتی رہیں، طوفان بھی پورے زور و شور کے ساتھ آتے رہے، اپنوں اور غیروں نے بھی اس تحریک کو دبانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن وہ اپنے مشن میں نامراد ہوئے۔ آپ زید شرفہ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ ”ہم بدنی طاقت سے نہیں مدنی طاقت سے لڑتے ہیں“۔ ہماری جسموں کی مٹی اگرچہ پاک و ہند کی ہے لیکن اس میں روح مدینہ شریف کی ہے۔

تحریک صراطِ مستقیم: تحریک صراطِ مستقیم کی بنیاد ۲۰۰۷ء کو رکھی

گئی۔ اور اس تحریک کے منشور میں اصلاح عقائد، اصلاح اعمال، اصلاح معاملات اور اصلاح نظام شامل ہیں۔ اس تحریک کے پلیٹ فارم سے سینکڑوں پروگرامز، فہم دین کورسز، مضامین، ریلیاں، جلسے و جلوس، دھرنے وغیرہ ہوئے اور ہورہے ہیں بلکہ اس کے تحت کئی شعبہ جات ہیں مثلاً مراکز و مدارس، ماہنامہ فکرِ مستقیم، مکتبہ صراطِ مستقیم، پہلی کیشنز وغیرہ بھی چل رہے ہیں۔ اور درحقیقت یہ تحریک (تحریک صراطِ مستقیم) باقی تحریکوں کی اصل ہے۔ اور تحریک صراطِ مستقیم نے ہی سب سے پہلے غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کو ہیر و تسلیم کیا اور آپ علیہ الرحمہ کے عظیم کردار کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے سب سے پہلے ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء کو داتا کی دہلیز لاہور سے ”کاروانِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ غازی صاحب کے گھر راولپنڈی تک اس وقت چلایا گیا جب غازی صاحب کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا۔

تحریک رہائی غازی ملک ممتاز حسین قادری: پھر اس تحریک صراطِ مستقیم کے پلیٹ فارم سے چھپے عقیدہ توحید سیمینار کے موقع پر ”قومی شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرنس“ میں ۲۱۰۳ء کو تمام سنی تنظیمات پر مشتمل تحریک رہائی غازی ممتاز حسین قادری کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا اعلان صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی صدیقی صاحب نے ان الفاظ میں کیا کہ علماء و مشائخ سے بعد از مشاورت طے پایا ہے کہ ”تحریک رہائی غازی ملک ممتاز حسین قادری“ کے قائد قبلہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی ہیں۔ (فکرِ مستقیم اپریل ۲۰۱۴ء، ص: ۲۴) اس عظیم مشن کو کامیاب بنانے کیلئے ۱۲۸ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو اسمبلی ہال کے سامنے قبلہ قائد محترم کے ہاتھ پہ بہت سے علماء و مشائخ اور عوام اہل سنت نے شہادت سمیت ہر قربانی دینے پر بیعت کی۔

پھر اس تحریک کو قبلہ کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب نے بڑے احسن انداز میں چلایا اور اس کے تحت تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ریلیاں، جلسہ و جلوس، کانفرنسیں،

تحریریں، مقالے پیش کیے جاتے رہے حتیٰ کہ دھرنے بھی دیے جاتے رہے۔ جس میں پولیس اور انتظامیہ کی طرف سے رکاوٹیں، آنسو گیس، لٹھی چارج، پکڑ دھکڑ، ایف آئی آرز بھی کافی گئیں لیکن تحریک اپنے عروج پر رہی۔ جبکہ آپ اطال اللہ عمرہ غازی ملک ممتاز حسین قادری کی رہائی کا شرعی فتویٰ اس تحریک کے شروع ہونے سے پہلے ہی (۱۰۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء) کو دے چکے تھے۔

اور آپ زید شرف کی قیادت کا کمال یہ ہے کہ اتنی مشکلات کے باوجود کسی کارکن کا خون نہیں بہنے دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت عدالت نے غازی ملک ممتاز حسین قادری کو سزا سنائی تو اس وقت قبلہ قائد محترم مور شش کے دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ غازی صاحب کو سزا کا فیصلہ سنایا گیا۔ جب آپ کو پتہ چلا تو اپنا دورہ ملتوی کر کے فوراً پاکستان پہنچے اور اس فیصلے کے خلاف ریلی نکالی اور پھر دھرنہ دیا۔ حکومت کی طرف سے بدترین آنسو گیس اور پتھر اڑ کیا گیا، جس کے نتیجے میں بہت سارے لوگ زخمی ہوئے کارکنوں کو بارہ بارہ ٹانگے بھی لگے۔ لوگ دائیں بائیں ہو رہے تھے قائد محترم کے ساتھ ہم چند لوگ کھڑے تھے آپ کو جب نمک پیش کیا گیا تو نہ آپ نے نمک لیا اور نہ پانی کا گھونٹ بھرا بلکہ اپنا سینہ کھول کر پولیس والوں کو کہہ رہے تھے میرے کارکنوں کو نہیں، مجھے میرے سینہ پر گولیاں مارو۔

اور یہ تحریک (تحریک رہائی غازی ممتاز حسین قادری) تقریباً ساڑھے پانچ سال تک اس نام کے ساتھ چلتی رہی پھر جب غازی ملک ممتاز حسین قادری کو حکومت نے پھانسی دے کر شہید کر دیا تو اس کے بعد اس تحریک کا نام تبدیل کیا گیا۔

تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید علیہ الرحمہ کی شہادت کے بعد اسی تحریک (تحریک رہائی غازی ممتاز حسین قادری) کو تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تبدیل کر

جاری کی گئیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ (TLI) کی طرف سے صحیح العقیدہ سنی افراد کو ہی الیکشن میں حصہ لینے کیلئے ٹکٹ دیئے گئے۔ اور اس تحریک کا منشور و حصوں پر مشتمل ہے جس کے کل 63 نکات ہیں۔ تفصیل کیلئے (ماہنامہ فکرِ مستقیم جولائی ۲۰۱۸ء، ص: ۲۹) پر رجوع کریں۔ جاری ہے۔۔۔۔۔

مرکز صراطِ مستقیم تاج باغ

میں داخلہ جاری ہے۔

تخصص فی الفقہ والعقائد

میں خصوصیات

..... نہایت قابل اور ماہر ترین اساتذہ کی زیر نگرانی.....

..... فقہ و عقائد کا حسین امتزاج.....

..... نہایت تحقیقی، تفہیمی انداز.....

..... عقائد اسلام کی مستند تحقیقات.....

..... عقائد اہل سنت پر جامع اور سیر حاصل بحث.....

..... فقہی جزئیات میں مہارت تامہ.....

..... ششماہی و سالانہ امتحانات.....

..... فتاویٰ جات کا زیر نگرانی مطالعہ.....

..... فتاویٰ لکھنے کا شرعی طریقہ کار.....

..... تخصص کا منفرد نصاب تعلیم.....

..... اخلاقی و اصلاحی تربیت ساتھ ساتھ.....

جامعہ میں تخصص فی الفقہ کا نصاب تعلیم

1..... فتاویٰ شامی (مقدمہ + منتخب ابواب)..... 2..... الاشباہ والنظائر

3..... البدائع الصنائع (کتاب النکاح والطلاق).....

4..... الہدایہ (کتاب الوتف)..... 5..... شرح عقود درسم

الفتی..... 6..... فتاویٰ رضویہ شریف (منتخبات) (جلد نمبر:

10, 12, 13, 15, 17, 26, 29, 30)

7..... المعتمد المتمدن مع المعتمد المستند..... 8..... مکتوبات امام

ربانی (منتخبات)

9..... تصفیہ مابین سنی و شیعہ..... 10..... تحقیقات کثر العلماء.....

دیا گیا۔ غازی ملک ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کے ختمِ چہلم کے موقعہ پر جو دھڑنا ہوا اس میں پاکستان کی پارلیمنٹ کے باہر سنی پارلیمنٹ کے ارکان کی موجودگی میں تحریک کا نام تحریک رہائی سے تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ میں تبدیل کیا گیا اور مرکزی باڈی کے نام سب کے سامنے ذکر کیے گئے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ اہل سنت و جماعت کی تمام تنظیمات کی نمائندہ تنظیم ہے۔ چونکہ غازی صاحب نے دنیا سے جاتے وقت حضور ﷺ کے غلاموں کو یہ پیغام دیا تھا کہ میں ناموس رسالت ﷺ کیلئے اپنی جان دے رہا ہوں اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا مجھے انتظار رہے گا۔ تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے اغراض و مقاصد بارہ نکات پر مشتمل ہیں جو کہ ماہنامہ فکرِ مستقیم (جولائی ۲۰۱۸ء، ص: ۲۰) پر پڑھے جاسکتے ہیں۔ ابھی اجمال ہے جب تفصیل کریں گے تو اس تحریک پر جو حملے ہوئے اس کے کچھ حقائق بھی ذکر کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

تحریک لبیک اسلام: پھر آپ زید مجدہ کی قیادت میں چلنے والی تحریک، تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے پلیٹ فارم سے ایک سیاسی تنظیم بنائی گئی تاکہ الیکشن میں حصہ لے کر غازی ملک ممتاز حسین قادری صاحب شہید علیہ الرحمہ کے خواب کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اسلام کے نفاذ کیلئے ووٹ حاصل کر کے پارلیمنٹ میں پہنچا جاسکے اور دین کو غالب کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو اس تحریک کا نام رکھا گیا تحریک لبیک اسلام (TLI) جو کہ ۲ مئی ۲۰۱۸ء کو الیکشن کمیشن پاکستان میں رجسٹر ہوئی اور جہادی علامت توپ کا نشان الاٹ ہوا۔ اس تحریک نے ایک ماہ کی قلیل مدت میں 102 امیدوار انتخابات کے میدان میں اتارے۔ اور اس تحریک کا ایک ایسا خاصہ جو کہ کسی اور سیاسی جماعت میں نظر نہیں آتا وہ یہ ہے کہ اس کے حلف نامہ میں قرآن و سنت کی تعلیم کا حوالہ دے کر امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی تعلیمات پر دستخط کروانے کے بعد نمائش

امام جلالی راہ عزیمت و استقامت پہ قائم

مولانا محمد رضاء المصطفیٰ قادری آف گجرات

نوٹ: یہ مضمون قبلہ کترا العلماء کی رہائی سے پہلے کا ہے جو نظر قارئین ہے۔

ڈاکٹر جلالی صاحب آج کل جیل میں ہیں اور اپنے ناکردہ جرائم کی سزا پارہے ہیں۔ شدید قید تنہائی میں ہیں۔ 24 گھنٹے فارغ رہنا اور جیل کی دیواروں سے باتیں کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ خلاؤں میں گھورنا، اور پھر بھلاوہ بندہ جس کا ایک منٹ بھی فارغ نہ رہتا تھا۔ ان کے لیے یہ بہت بڑی سزا ہے۔ خیر اس عزیمت و استقامت والے راستے کا انتخاب انہوں نے خود کیا تھا۔

کیا ہے عشق تو شکوہ نہ کر زمانے کا
بیان کیا جب تو گیا حسن فسانے کا
سزا کے طور پر ہم کو قفس ملا اے جالب
بڑا شوق تھا ہمیں آشیاں بنانے کا

اب انہوں نے اپنے آپ کو عبادت و ریاضت میں مصروف کر رکھا ہے جیل میں آٹھ پہرے روزے رکھتے ہیں۔ قرآن پاک کے حافظ ہیں، قرآن پاک کی تلاوت میں بہت زیادہ وقت گزرتا ہے۔ اور تادم تحریر جیل میں کئی دفعہ قرآن پاک ختم کر چکے ہیں۔ نوافل، تہجد، اشراق، چاشت، ادائیں، صلوٰۃ الشیخ کی ادائیگی، اذکار مسنونہ، ذکر و درود اور مناجات میں انہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح مشغول رکھا ہوا ہے۔ ”وَتَبْتَغِي إِلَيْهِ تَبْتِيلًا“ کی سنت مبارکہ پہ عمل کرنے اور غارِ حرا کی خلوتوں کو یاد کر کے سرور لینے کا موقع اپنے آپ کو دے رکھا ہے۔

دل میں ہو یاد تیری اور گوشہ تنہائی ہو

پھر تو خلوت میں بھی عجب انجمن آرائی ہو

بہت کم سوتے ہیں اور آرام کرتے ہیں۔ بیماری اور تیزی

سے گرتی ہوئی صحت کے باوجود صابر شاکر اور حوصلے پہلے سے بھی بلند

اور مضبوط ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جیل میں گئے، جیل میں رہنا سنت یوسفی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ کی قید میں رہے، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا۔ امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قلعہ گوالیار کی جیل میں رہے۔ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کالا پانی جزیرہ پر قید میں رکھا گیا۔ ایک لمبی چوڑی داستان ہے جو علماء حق کی پاداش میں جیل میں گئے۔ ڈاکٹر جلالی صاحب کے اپنے ہی اشعار ہیں

نبی کے نام پہ مٹا شہادت ہی شہادت ہے
فضائے جیل میں رہنا عبادت ہی عبادت ہے
بدن کی بوٹی بوٹی ہو جائے زبان کڑوی نہیں ہوتی
نبی کے نام میں ایسی حلاوت ہی حلاوت ہے

ڈاکٹر جلالی صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ جیل میں میں قرآن پاک کی تفسیر لکھ دوں جس کا مواد کافی عرصے سے انہوں نے جمع کر کے رکھا ہوا تھا مگر فراغت میسر نہ تھی۔ اب فراغت آئی ہے تو ان کو جیل میں مطالعہ کتب اور کاغذ و قلم کی سہولت نہیں دی گئی۔ ڈاکٹر جلالی صاحب بچپن سے ہی ذہین و فطین ہونے کے ساتھ ساتھ کتابوں کے مطالعہ کے شوقین ہیں۔ والد محترم صوفی غلام سرور صاحب جو جیب خرچی عیدی وغیرہ یا ویسے تحفے تحائف دیتے تھے جلالی صاحب اردو بازار لاہور کا رخ کرتے اور اس سے کتابیں خرید لیتے تھے۔

ایک دفعہ میں نے ڈاکٹر جلالی صاحب سے پوچھا کہ اچھے استاذ کی کیا پہچان ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا استاذ وہ ہوتا ہے جو اپنے تلامذہ میں علم کی آگ لگا دے۔ انہیں علم کا شیدائی، فدائی بنا دے۔ جنونی بنا دے۔

میرے دل کو دردِ الفت وہ سکون دے الہی

میری بے قرار یوں کو نہ کبھی قرار آئے

یہ تعریف حرف بحرف ڈاکٹر صاحب کی ذات پر خود صادق

اپنی کتابوں کو اولاد سے بھی بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک جہاں بھی جاتے ہیں ان کی شاپنگ کتب خانوں میں ہوتی ہے اور کتابیں خرید خرید کر لاتے ہیں۔ مادی تحفوں میں ڈاکٹر صاحب کو کتابوں کا تحفہ دیا جائے تو اس پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ان کی ذات میں استغناء اور بے نیازی پائی جاتی ہے کسی سے کوئی طمع اور امید نہیں رکھتے۔

حرمین طہیین کا سفر ہو یا عرب کے کسی ملک کا سفر، عبادت اور علمی مشغولیت کے بعد ڈاکٹر صاحب کا زیادہ نام کتب خانوں اور لائبریریز میں گزرتا ہے۔ میں نے ان کو لائبریری میں کتابوں سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پڑھنے والوں کو شاید یہ لطیفہ لگے لیکن ڈاکٹر صاحب سچ سچ کتابوں سے باتیں کرتے ہیں جس طرح زندہ انسانوں سے باتیں کی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر جلالی صاحب کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اذیت نہیں کہ ان کو کتابوں سے دور کر دیا جائے۔ سو سالہ جیل کی قید بھی انہوں نے کاٹ لی تھی اگر کتابیں ساتھ ہوتیں۔ مگر حالیہ مذہبی تازع میں توہین کے الزام میں ڈاکٹر جلالی صاحب جیل میں ہیں۔ اور قید تنہائی کاٹ رہے ہیں۔ ہر طرح کی کتب سے ڈاکٹر صاحب کو محروم رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کاغذ اور پنسل کی سہولت بھی موجود نہیں کہ کچھ لکھ ہی سکیں۔

کئی علماء کی کتب دوران قید تصنیف ہوئی ہیں۔ امام سرخسی رحمہ اللہ علیہ کی مبسوط، برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین جن کو انگریزوں نے کالا پانی کی سزا دی تھی، مفتی عنایت احمد کا کوروی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئلے کے ساتھ یہ کتابیں لکھی تھیں۔ علم الصیغہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل کتاب تواریخ حبیب الہ۔ اسی طرح ضیاء القرآن جو حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ جس کا اکثر حصہ جیل میں تحریر فرمایا تھا۔ دنیا کا بہترین ادب جیلوں میں تخلیق پایا ہے۔ مشہور احراری لیڈر عنایت اللہ شاہ بخاری نے اپنی زندگی کے بارے میں کہا تھا آدھی ریلوں میں گزری ہے، آدھی جیلوں میں

آتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب مطالعہ کتب کے رسیا اور لکھنے پڑھنے والے انسان ہیں۔ اور فعل متعدی کی طرح اپنا یہ ذوق و شوق اپنے ملازمہ میں بھی بخوبی منتقل کر دیا ہے۔ جب ہم درس نظامی میں ڈاکٹر صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک دفعہ ڈاکٹر جلالی صاحب نے بتایا کہ میری زندگی کی دو راتیں مطالعہ کے بغیر گزری ہیں۔ ایک شادی والی رات دوسری بخار میں بے ہوشی والی رات۔ دن کو سخت بخار ہو گیا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا رات بھر ہوش نہیں آیا تھا۔ اس کے علاوہ میری زندگی کا کوئی دن اور رات کتابوں کے مطالعہ کے بغیر نہیں گزری۔

کسی نے ان کو کتاب کے بغیر نہیں دیکھا سفر و حضر، امن و جنگ، قیام و آرام، صحت اور بیماری میں بھی مطالعہ کا التزام ہوتا تھا۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر رہ نہیں سکتی اور پروانہ شمع کے بغیر جی نہیں سکتا، بلا تمشیل یہی حال ڈاکٹر جلالی صاحب کا ہے۔ کتابوں کے بغیر ان کا رہنا بہت بہت مشکل ہے۔ کثرت مطالعہ کی وجہ سے ان کی عینک کا نمبر بھی کافی بڑا ہو گیا ہے اور ڈاکٹر نے مطالعہ سے منع کر رکھا ہے مگر ڈاکٹر صاحب کو صاف کہہ دیا کہ آپ کی اس پرہیز پر مجھ سے عمل نہ ہوگا۔

جب ڈاکٹر جلالی صاحب اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے تو روزانہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے مطالعہ کرتے تھے۔ کئی احادیث کی کتب انہوں نے دوران سفر مطالعہ کی ہیں۔ مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اہم باتوں پر نوٹ بھی لگاتے جاتے ہیں اور ہائی لائٹ بھی کرتے جاتے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر ہوں یا یا ہوائی اڈے پر ہوں کوئی نہ کوئی کتاب اب اور ڈائری ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ اپنا وقت جو انتظار گاہ میں گزرتا ہے مطالعہ میں گزارتے ہیں۔ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کا آپریشن ہوا تھا آپریشن سے ہوش میں آتے ہی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ اور سرہانے پر کتابوں کا ڈھیر لگا پڑا تھا۔

ڈاکٹر جلالی صاحب کو کتابوں سے جنون حد تک پیار ہے۔

مبارکباد

ماہ رمضان شریف کے بابرکت لمحات میں 28 واں فہم دین کورس حضرت شاہ جلال ریسرچ سینٹر مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور میں مختلف دینی اعتقادی، معاشرتی، اخلاقی موضوعات پر لیکچر جاری رہے۔ قبلہ کنز العلماء مفکر اسلام قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی زید شرفہ کو اس پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ آپ نے ہر سال کی طرح اس سال بھی امت مسلمہ کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا، اور ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا عمر خضریٰ عطا فرمائے آمین۔

ان تمام فہم دین کورسز کی لائیو کیوریج، اور ریکارڈ کرنے اور آرگنائز کرنے والے عظیم سپوت اور اہل سنت کے مہکتے پھول مولانا محمد ساجد علی جلالی معلم جامعہ جلالیہ رضویہ مطر الاسلام و مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور، جناب محترم محمد سفیان جلالی اور ان کی پوری ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو مزید ہمت قوت اور طاقت عطا فرمائے۔ فتنوں کے دور میں دین اسلام کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے آمین۔

منجانب: مدیر مسئول ماہنامہ فکر مستقیم لاہور و دیگر اراکین

ماہنامہ فکر مستقیم لاہور

ایک نئے جذبے اور ولولہ کے دوبارہ شائع ہو چکا ہے تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ آپ اس کی ممبر شپ حاصل کر کے مستقل قاری بننے کی سعادت حاصل کریں۔

ممبر شپ کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر: 0301-4743845، 0303-4454536

گزری ہے۔ ماضی کے کئی سیاستدان ذوالفقار علی بھٹو، مخدوم جاوید احمد ہاشمی، سید یوسف رضا گیلانی، شیخ رشید احمد وغیرہ بھی ان جیلوں میں اپنی یادداشتیں اور خودنوشت تحریر کر چکے ہیں۔ سنگین الزامات کے باوجود ان کو لکھنے پڑھنے کی سہولت جیل میں فراہم کی جاتی رہی ہے۔ مگر ڈاکٹر جلالی صاحب کے ساتھ غیر انسانی سلوک ہو رہا ہے اور ان کو جیل میں لکھنے پڑھنے کے لئے کتب اور کاغذ پنسل فراہم نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ کئی خطرناک امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود ان کو ضروری ادویات بھی نہیں پہنچنے دی جا رہی ہیں۔ یہ سراسر ظلم ہے زیادتی ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

ایک بڑی مذہبی تحریک کا سربراہ ہونے کے ناطے اور پاکستان کے ایک جید عالم دین ہونے کے طور پر وہ جیل میں بی کلاس کے مستحق ہیں مگر تمام ضوابط اور قوانین کو پس پشت ڈال کر ان کو چھوٹی سی کوٹھڑی میں قید تنہائی میں رکھا گیا ہے جس کوٹھڑی میں پوری طرح ناگئیں بھی سیدھی نہیں ہو سکتیں۔ کتابوں سے محرومی ہی بہت بڑی سزا تھی مگر قید تنہائی جس میں ایک فرد اکیلا ہوتا ہے اور نہ کوئی بندہ، نہ بندے کی ذات۔ خود کلامی اور سوچوں کی یلغار و انبار، بڑے بڑے دل گردے والے انسان نیم پاگل ہو جاتے ہیں اور مفاہمت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ہر شرط ماننے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ تمام مظالم اور مصائب ڈاکٹر جلالی صاحب کو توڑ نہیں سکے، شکست نہیں دے سکے۔ اور انہوں نے کسی قسم کی سودا بازی سے انکار کر رکھا ہے۔

ہم ڈاکٹر جلالی صاحب کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں اور اپنا دکھ درد اپنے خالق مالک پروردگار کے سامنے بیان کر سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان کو صحت و عافیت اور باوقار رہائی نصیب فرمائے ان کی دینی توفیقات میں مزید برکات نصیب فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆

ماہِ شوال المکرم فضائل و مسائل

مولانا محمد ابراہیم جلالی

(مستعلم درجہ عالیہ دوم مرکز مراۃ مستقیم لاہور)

حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے یہی روایت کیا گیا ہے اور یہی اکثر تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے (لطائف المعارف)

شوال المکرم کے خواص اور فضائل: باقی ماہ کی طرح اس ماہ کی بہت سی خصوصیات اور فضائل ہیں۔ چند کا اختصار ذکر کیا جائے گا۔ اس ماہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی پہلی تاریخ یعنی یکم شوال کو مسلمانوں کی دو شرعی عیدوں میں سے پہلی عید یعنی عید الفطر کا دن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس دن مسلمان ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیتے، ”تقبل اللہ منا ومنکم“ کہتے، دعوتوں کا اہتمام کرتے اور ہر طرح سے خوشیاں مناتے ہیں۔ روزہ داروں کیلئے یہ دن درحقیقت انعام و بخشش کا دن ہے۔ رمضان ٹریننگ، تربیت اور امتحان کا مہینہ تھا، اور عید کا دن اسی امتحان میں کامیابی پر انعام لینے اور جشن منانے کا دن ہے۔

ماہ شوال کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا شمار اُشہرِ حج میں ہوتا ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **الْحَجُّ أَشْهُزْ** مَغْلُومَاتٌ..... **وَإِشْفَونِ يَأْوُلِی الْأَلْبَابِ۔ (البقرہ: 197)۔**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **أَشْهُزْ الْحَجِّ: شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ الْخ۔** یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف نہیں کیا اور شوال میں اس کی قضاء کی جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔ (صحیح ابن ماجہ، 90/2) ماہ شوال کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ شوال المکرم کے چھ روزوں کی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ رمضان کے روزوں کے بعد اگر کوئی اس ماہ میں چھ روزے رکھ لے تو اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی

شوال کے مہینہ کو عرب لوگ ”منحوس“ سمجھتے تھے۔ شوال میں کبھی ”طاعون“ کا مرض آیا تھا جو بستیاں اُجاڑ گیا۔ لوگوں نے ماہ شوال کو منحوس کا مہینہ قرار دیا۔ اس میں شادی اور رخصتی کو منحوس قرار دیا۔ اسلام کی روشنی آئی تو ”ماہ شوال“ سے جڑے توہمات کے اندھیرے بھی مٹا دیے گئے۔ اسلام نے یہ پیغام محبت سنایا کہ جس نے رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزے بھی جوڑ دیئے تو وہ ایسا ہے جیسے پورا سال روزہ دار رہا۔ مسلمانوں کی دو عیدوں میں سے پہلی عید یعنی عید الفطر شوال میں رکھ دی گئی۔ سبحان اللہ! لوگ جس ماہ کو منحوس والا قرار دیتے تھے۔ اسلام نے اس مہینہ کو عید مبارک کا مہینہ بنادیا۔ اس سے بڑھ کر اس ماہ کے تقدس اور مبارک ہونے کی دلیل اور کیا ہوگی؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **الْحَجُّ أَشْهُزْ مَغْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفْتٌ وَلَا فُسُوقٌ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَغْلُمَنَهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِی الْأَلْبَابِ۔ (البقرہ: 197)** امام ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **”قَالَ الْبُخَارِيُّ: قَالَ ابْنُ عَمْرٍ: هِيَ شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَهَذَا الَّذِي عَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ عَنْهُ بِصِنْفَةٍ الْجَزْمُ“۔** یعنی امام بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جزم کے ساتھ تعلیقاً روایت کی ہے کہ ”اشہر معلومات“ سے مراد شوال، ذی القعدة اور عشرہ اولی ذی الحجہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 1/541، فی تفسیر سورة البقرہ، رقم الآیہ: 197)۔ حضرت عمر،

مسائل: ☆ شوال کے چھ روزے عید الفطر کے فوراً بعد متصل بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بعد میں کسی وقت بھی، البتہ متصل رکھنا زیادہ افضل ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ان روزوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”لَا بَأْسَ بِصِيَامِهَا إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ سِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ فَإِذَا أَصَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ لَا يَنَالِي فَرْقٌ أَوْ تَابِعٌ“ (مسائل الِامام أحمد، 2/662 رقم: 895)۔

☆ اگر عذر کی وجہ سے کسی کے رمضان المبارک کے روزے رہ گئے تو اسے اختیار ہے کہ پہلے رمضان کے روزے رکھے یا شوال کے روزے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ (سورة البقرة: 184)۔ اس میں فوراً کی کوئی قید نہیں۔ ☆ اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو اسے طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے؛ کیوں کہ یہ مستحب روزے ہیں، جنہیں رکھنے پر ثواب ہے اور نہ رکھنے پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی شخص شوال سے قبل حج کا احرام باندھے تو اس کا احرام حج صحیح نہیں ہوگا اور ایسے شخص کو ماہِ شوال شروع ہونے کے بعد دوبارہ احرام باندھنا پڑے گا۔

آئیے اپنا محاسبہ کریں: کہ کیا تلاوتِ قرآن، تہجد، صدقہ و خیرات اور نقلی نمازوں کا جذبہ ہمارے دلوں میں آج بھی رمضان کی طرح ہی موجزن ہے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم روزوں کے اصلی مقصد اور ماہِ رمضان کی عبادتوں کے حقیقی ثمرات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ اور اگر رمضان المبارک کو الوداع کہنے کے ساتھ ساتھ ہم نے نماز، روزہ، صدقہ، خیرات، تلاوتِ قرآن اور شب بیداری وغیرہ کو بھی الوداع کہہ دیا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس عظیم الشان ماہ کے فیوض و برکات سے ہم محروم رہ گئے۔ اور بھوک و پیاس، تھکاوٹ، اور شب بیداری کی زحمت کے سوا ہمیں کچھ نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ثابت ہے۔ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ“ ... جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد ماہِ شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے زندگی بھر روزے رکھے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم الحدیث: 1164)

اس ماہ کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سال کی عذر کی بناء پر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف مکمل نہیں کر سکے اور شوال میں اس کی قضاء کی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔ (صحیح ابن ماجہ، کتاب الصیام، 2/90)

شوال المکرم کے مہینے کی اہم واقعات: ☆ شوال سنہ 1ھ کو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ ☆ شوال سنہ 2ھ کو پہلی مرتبہ عید الفطر کی نماز ادا کی گئی۔ ☆ 7 شوال سنہ 3 ہجری کو اُحد کی لڑائی ہوئی جس میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ☆ 8 شوال سنہ 3ھ کو غزوہ احد سے صرف ایک دن بعد غزوہ حراء الاسد واقع ہوا ☆ شوال سنہ 5ھ میں غزوہ احزاب جسکا دوسرا نام غزوہ خندق بھی ہے، واقع ہوا۔ ☆ شوال سنہ 6ھ کو غزوہ مریسہ واقع ہوا۔ ☆ شوال سنہ 8ھ کو غزوہ حنین ہوا۔ ☆ 25 شوال سنہ 148 ہجری کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ☆ 8 شوال سنہ 1344 ہجری کو سعودی وہابیوں کے ہاتھوں جنت البقیع میں موجود مقدس مزارات کو سمار کیا گیا، اسے تاریخ میں یوم الہدم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ [فضائل ایام و اشہور، فتیۃ الطالبین، مکاشفۃ القلوب، عجائب المخلوقات]

آپ کی زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور

معاشرے میں قرآن و سنت کا نور پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دیں

الحمد للہ عزوجل 1997ء سے مفکر اسلام کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب ”جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور جو کہ آٹھ کنال رقبہ پر اور مرکز صراط مستقیم تاج باغ فیڑا لاہور جو کہ 3 کنال 12 مرلے پر محیط ہے“ ان دو اداروں کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ آپ کی محنت شاقہ کی بدولت عظیم الشان ادارے بن چکے ہیں۔ جس سے تقریباً 600 سے زائد علماء کرام جامعہ سے سند فراغت حاصل کر کے پاکستان اور مختلف ممالک میں تبلیغ دین اور درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ﴿اسلام کی آفاقی تعلیمات کا علمبردار، علوم قرآن و سنت کا عظیم دینی ادارہ، تعلیمی، تربیتی، تحقیقی اور تصنیفی شعبہ جات کا گہوارہ، قلعہ اہل سنت مرکز صراط مستقیم کا قیام 2014ء ستمبر کے مہینے میں عمل میں لایا گیا۔﴾

نوٹ: تمام طلباء کرام کے لئے قیام و طعام اور تعلیم فری ہے

جامعہ ہذا کے ماہانہ اخراجات تقریباً 15 لاکھ ہیں۔ جس میں تقریباً 550 طلباء کے قیام و طعام کا انتظام اور ان کے تعلیمی اخراجات، اساتذہ کے وظائف، گیس اور بجلی، اور پانی کا بل و دیگر ضروری اخراجات شامل ہیں۔ اور تعمیر کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ ﴿جامعہ کے تمام اخراجات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فضل و کرم سے آپ لوگوں کے تعاون سے ہی پورے ہو رہے ہیں﴾ لہذا جامعہ مرکز صراط مستقیم آپ کے عطیات، زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف ہے۔ زکوٰۃ و خیرات اور عطیات دینے والے اور اشاعت دین کا دور رکھنے والے تمام محیر حضرات اس کا خیر اور دینی عمل میں اپنی زکوٰۃ و صدقات اور عشر اور فطرانہ مرکز صراط مستقیم میں جمع کروا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

0301-6868657, 0302-4303623, 0314-4080026

رابطہ نمبرز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَبَدًا
اَللّٰهُمَّ اَسْمِعْنَا نَدَاءَهُمْ وَخَوِّلْهُمْ اَوَّلَهُمْ



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز



تقریباً ۱۰۰ سالہ تعلیمی مرکز

جامعہ اسلامیہ تنظیم اسلام مستقیم

مرکز اسلام مستقیم

26 مئی 2021
بروز بدھ

درست

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکمال عقیدت

تخصّص
فی الفقہ والعقائد

دورۂ حدیث

فتویٰ شامی، الشیخ المنذّر، کتابت ماہی، تحفۃ الفقہ، المعتمد المستند، تصدیق تائید، تہذیب کفر انہما، ہدایہ امتناع، الحدیث، شرح معنیہ، شرح معنیہ

معجم شریف، معجم ترمذی شریف، سنن ابی داؤد شریف، سنن نسائی شریف، سنن ابی یوسف شریف، سنن ابی حنیفہ شریف

چندین تحریکات لیکچر یا رسول اللہ

سیرۃ محمدیہ مستقیم پاکستان

دیگر سلسلہ

ڈاکٹر محمد شریف جلالی

مولانا

منجانبہ! اسلامیہ تنظیم اسلام مستقیم پاکستان مرکز اسلام مستقیم
0302-4303623, 0301-7325130
0301-4743845, 0321-9407611